شرعی ڈاڑھی

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبدالقادر عارف حصاری

شائع کردہ

مکتبہ دارالحدیث (رجسٹرڈ) راجووال (ساہیوال)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

برائے تبصرہ محدث لاہور

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (القرآن)

شرعی داڑھی

مولانا عبدالقادر عارف حصاری

۹۹-جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر..................

مکتبہ دار الحدیث راجووال

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع اوّل

نام کتاب .... شرعی ڈاڑھی

تالیف .... مولانا عبدالقادر عارف حصاری

کتابت .... حبیب احمد سلیم لاہور

مطبع .... ڈوگر پریس لاہور

تعداد .... ایک ہزار

تاریخ اشاعت .... مارچ ۱۹۷۳ء / صفر المظفر ۱۳۹۳ھ

ناشر .... مکتبہ دار الحدیث راجووال

اشاعت فنڈ .... ۲ روپے

619

ملنے کے پتے

۱۔ جناب نذیر سبحانی زیر مسلم مسجد چوک انارکلی لاہور۔

۲۔ جناب الحاج عبد اللہ حکیم عطار ولد الحاج محمد ابراہیم کھڈیاں خاص ضلع لاہور۔

۳۔ مولانا عبدالقادر عارف حصاری بمقام پنج کوسی براستہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر

۴۔ مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	حرفِ آغاز از ناشر	۵
۲	ڈاڑھی بڑھانے کا شرعی حکم	۱۴
۳	جماعتِ اسلامی	۱۵
۴	ڈاڑھی بڑھانا سنتِ فریضہ ہے۔	۲۴
۵	ڈاڑھی بڑھانا اور لبیں کٹانا شعارِ	
۶	اسلام ہے۔	۳۵
۷	مجوس مشرکین کا شعار	۳۷
۸	اہلِ کتاب کا شعار	۴۰
۹	عام مشرکین کا شعار	۴۱
۱۰	اہلِ اسلام کا شعار	۴۲
۱۱	تشبّہ بالکفار کا حکم	۴۳
۱۲	پیشگوئی نبوی کا ظہور	۴۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۳	مقدار لحیہ	۴۸
۱۴	روایت ترمذی پر بحث	۵۲
۱۵	مولوی محمد علی لکھوی	۶۱
۱۶	آثار صحابہؓ کے الزامی جوابات	۸۰
۱۷	آثار صحابہؓ کا تحقیقی جواب	۸۴
۱۸	سر پر بال رکھنے سنت ہیں۔	۹۰

۹۹۔۰۰ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہ
نمبر ....0394....

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفِ آغاز

از ناشر

آج کا دَور اس قدر پُرفتن ہے کہ جو اصل نیکی ہے وہ برائی بن چکی ہے، شرک کو توحید سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بدعت کو سنت بنا لیا گیا ہے۔ اہلِ بدعت اہلِ سنت ہیں تو اہلِ کفر اہلِ توحید۔ غرضیکہ اصل اور صحیح اسلام کی ہر طرح سے تحریف کی جا رہی ہے اور مسخ کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مثلاً تحصیل دیپالپور میں ایک مشہور عالم کا فتویٰ ہے کہ:۔

"لمبی ڈاڑھی سکھوں کی ہوتی ہے۔ ڈاڑھیاں لمبی نہ کرو۔ ڈاڑھی کٹوانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ ڈاڑھی کٹواتے ہیں"

کس قدر المیہ ہے (کسی پر تہمت لگانا شرعاً حرام ہے) مولانا موصوف کو نہ صرف بیان کرتے ہوئے میں نے کانوں سے سنا اور دیکھا بلکہ متعدد بار بحث بھی ہوئی۔ بالآخر اپنی ذاتی تحقیق کو کتابچہ کی صورت میں لکھا، کاتب کو دینے ہی والا تھا کہ مولانا عبد القادر حصاری غفر لہ الباری کا خط آیا کہ میرا مضمون متعلقہ شرعی ڈاڑھی ضرور شائع کریں۔ مجھے شائع کرنے سے متعدد موانع پیش ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہذا مولانا کے رسالہ کو اپنے کتابچہ پر ترجیح دی. بفضلہ تعالیٰ حکم کی تعمیل کر دی۔ اب احباب کا فرض ہے کہ رسالہ ہذا کا مطالعہ کریں کرائیں اور اس کی اشاعت عام کریں۔

ڈاڑھی منڈانے، ترشوانے، کٹوانے کا رواج عام ہو گیا ہے، حتیٰ کہ اہلِ حدیث مدارس کے طلبہ، اساتذہ، ائمہ مساجد کثرت سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ اور طرہ یہ کہ رمضان المبارک میں ڈاڑھی منڈے حافظ قرآن سناتے ہیں، لوگ خوشی سے سنتے ہیں، سنتِ نبوی کی توہین اور بے حرمتی پر غیرت نہیں آتی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ یعنی بہترین لوگوں کو اپنا امام بناؤ۔

ذیل میں آپ "اہلِ حدیث کا امتیازی وصف" کے عنوان کے تحت نہایت اختصار سے چند حوالے اور گزارشات ملاحظہ فرمائیں:۔

اہلحدیث کا امتیازی وصف

اہلِ حدیث کو بفرمانِ حق تعالیٰ اور بفرمانِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ امتیازی وصف حاصل ہے کہ وہ عامل بالحدیث اور محبِ سنت ہیں دیگر گمراہ فرقوں اور مبتدعین گور پرستوں اور شخصی مقلدوں اور نفسانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خواہش پرستوں اور انگریزی داں ملحدوں کی طرح حدیث اور سنت سے نفرت نہیں کرتے اور اس سے انکار اور مذاق کرنے کو کفر سمجھتے ہیں ــــــــ!

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج جلدا ص۲۴۲ میں فرماتے ہیں (فارسی عبارت کا مختصر اردو خلاصہ یہ ہے) کہ:۔

"اصحاب علم حدیث کو وہ نسبتِ خاص اور پہچانِ مخصوص آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاصل ہے کہ دوسروں کو حاصل نہیں کہ ہمیشہ احوال وصفات کا ذکر ان کا وردِ زبان ہے اور معرفتِ صفات اور شناخت احوال تعین وتشخیص خاص آپؐ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ ان کو حاصل ہے اور ہمیشہ شکل جمال شریف کی ان کو ملحوظ نظر اور نصب العین رہتی ہے۔"

اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے عجالہ نافعہ میں اہلِ حدیث کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر لکھا ہے ؎

اھل الحدیث ھمو اھل النبی وان
لم یصحبوا نفسہٗ انفاسہٗ صحبوا

یعنی اہل حدیث ہی اہلِ نبیؐ ہیں۔ اگرچہ ان کو آپ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالمشافہ صحبت حاصل نہیں آپ کے انفاس یعنی گفتار کی صحبت پائے ہوئے ہیں۔

چونکہ ڈاڑھی رکھنا سنتِ واجبہ (یعنی واجب ہے کہ اس کے رکھنے کا حکم بصیغۂ امر وارد) ہے اور سنتِ رسول بھی اور فطرت اور شعارِ اسلام میں بھی داخل ہے۔ پس جو شخص سچا پکا اہلِ حدیث ہوگا وہی اہلِ سنت والجماعت کہلا سکے گا اور اس کا نشانِ امتیازی یہ ہو گا کہ اس کی ڈاڑھی کو قینچی اور استرہ نہ لگا ہو۔ جیسے وہ طبعی طور پر نمودار ہوئی ویسے ہی جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا چلی گئی۔

" حضرت ہود علیہ السلام کی ڈاڑھی طبعی طور پر لمبی تھی "

(عینی شرح بخاری کتاب الانبیاء)

حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی بھی لمبی تھی جو ناف تک پہنچتی تھی۔ جیسا کہ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صـ۱۲ حدیثِ معراج میں وارد ہے کہ:

ثم صعدنا الی السماء الخامسة فاذا انا بهارون و نصف لحيته بيضاء و نصفها سوداء تكاد لحيته تصيب سرته من طولها ۔

یعنی پھر ہم پانچویں آسمان پر چڑھے تو اچانک میری ملاقات حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوئی۔ دیکھا تو آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی نصف ڈاڑھی سفید ہے اور نصف سیاہ ہے۔ اور اتنی لمبی تھی کہ ناف تک پہنچتی تھی۔

تفسیر در منثور جلد اول ص۶۲ میں یہ حدیث مذکور ہے:۔

عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس احد من اھل الجنۃ الا یدعون جرداً مرداً الا ما کان من موسیٰ بن عمران فان لحیتہ تبلغ سرتہ

یعنی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب بہشتی لوگ بغیر بال کے اور بغیر ڈاڑھی مونچھ کے ہوں گے مگر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے ڈاڑھی ہوگی جو ناف تک پہنچتی ہوگی۔

اسی طرح ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی بھی سینہ تک تھی جو سینہ کو بھرے ہوئی تھی۔

پس ثابت ہوا کہ لمبی ڈاڑھی رکھنا سنتِ انبیاء ہے۔ اور اس کو منڈانا، کترانا یا مشت بھر رکھنا خلافِ سنتِ انبیاء ہے۔

خلفاءِ راشدین کی ڈاڑھی بھی لمبی تھی (طبعی طور پر جہاں تک پہنچی، وہاں تک تھی) لہذا ڈاڑھی منڈانا اور کترانا خلافِ سنتِ خلفاءِ راشدین بھی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ لمبی ڈاڑھی کو برا مانتے ہیں اور مذاق کرتے ہیں وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں۔ کیونکہ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۲۴۳ میں اہل سنت کی تعریف یوں درج ہے۔

ھذہ الامۃ ایضا اختلفوا من نبیھم علی نحل کلھا ضلالۃ الا واحدۃ وھم اھل السنۃ والجماعۃ المتمسکون بکتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبما کان علیہ الصدر الاول من الصحابۃ والتابعین وائمۃ المسلمین فی قدیم الدھر وحدیثہ کما رواہ الحاکم فی مستدرکہ انہ سئل صلی اللہ علیہ وسلم عن الفرقۃ الناجیۃ منھم فقال من کان علی ما انا علیہ الیوم واصحابی

یعنی پہلی امتوں کی طرح یہ امت محمدیہ بھی باہم اختلاف پیدا کر کے کئی فرقوں میں بٹ گئی جو سب گمراہ ہیں مگر ایک فرقہ حق پر قائم ہے۔ اور وہ اہل سنت والجماعت ہیں جو قرآن و حدیث کو مضبوط پکڑنے والے ہیں اور اس مسلک پر چل رہے ہیں جس پر پہلے زمانہ کے لوگ صحابہ کرام رض، تابعین اور ائمہ دین چلے تھے۔ قدیم زمانہ نبوت اور اس کے بعد کے زمانہ میں بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس پہ تعامل جاری رہا۔ یہی فرقہ ناجیہ ہے جو اس طرح کا عامل ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

چنانچہ اوپر اہل حدیث کا امتیازی وصف بیان ہو چکا ہے جو اس تعریف کا مصداق ہے کیونکہ ہر فرقہ کا ایک امام اور مذہبی مقتدا ہوتا ہے جس کی طرف وہ منسوب ہوتے ہیں یا ان کا ایسا نام ہے جس سے ان کا طرز عمل نمایاں ہوتا ہے۔ اہل حدیث کے امام چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے نام کی طرف منسوب ہو کر محمدی اور آپ کی کلام کی طرف منسوب ہو کر اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۵۲ میں ہے :

قال بعض السلف هذا اکبر شرف لاصحاب الحدیث لان امامهم النبی صلی اللہ علیه وسلم

یعنی بعض سلف صالحین نے یہ کہا کہ یہ بہت بڑا شرف اہل حدیث کو حاصل ہے کہ ان کے امام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اصل اہل سنت اہل حدیث ہی ہیں۔ غنیۃ الطالبین جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۹ میں ہے :

اما الفرقة الناجیة فهی اهل السنة والجماعة الملقب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

به اهل الحدیث

یعنی فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہیں۔ جن کا لقب اہل حدیث ہے۔

یہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جن کو تاج الاولیاءؒ قرار دیا گیا ہے ——————!

لوگوں نے اپنے الگ الگ امام اعظم بنا لیے ہیں اور ہمارے امام اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو تمام انبیاء کرام کے بھی امام ہیں۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۳۷۸ میں ہے:

فالرسول محمد خاتم الانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہ و انما ھو الامام الاعظم الذی لو وجد فی ای عصر لکان ھو الواجب الطاعۃ المقدم علی الانبیاء کلھم و لھذا کان امامھم لیلۃ الاسراء لما اجتمعوا ببیت المقدس و کذالک ھو الشفیع فی المحشر فی اتیان الرب جل جلالہ لفصل القضاء بین عبادہ الخ

یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی امام اعظم ہیں جو ہر زمانہ میں واجب الطاعت ہیں اور تمام انبیاء پر مقدم ہیں۔ اسی وجہ سے معراج کی رات میں تمام انبیاء کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بنے تھے جبکہ بیت المقدس میں جمع ہوئے تھے۔ اسی
طرح ہی روزِ محشر میں آپ سب کے امام ہوں گے۔ جبکہ
اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلہ کے لیے آئے گا۔

جب آپ کا سب کائنات سے مرتبہ رفیع اور بلند ہے تو آپؐ کا
حکم ماننا فرض اور آپؐ کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے۔ جو شخص آپؐ
کے حکم کی تکذیب کرے گا یا آپ کی سنت کی توہین اور تحقیر کرنے والا
یا اس سے مذاق کرنے والا کافر ہے۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي
إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ

طالب الدعوات احقر ابو السلیم:۔
محمد یوسف غفرلہ الکریم خادم دار الحدیث راجووال
ضلع ساہیوال

۱۱ر صفر المظفر ۱۳۹۳ھ ۱۷ر مارچ ۱۹۷۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاڑھی بڑھانے کا شرعی حکم

ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹانا اور پست کرنا شعارِ اسلام اور رأس الفطرت ہے اور ملتِ حنیفیہ کا عنوان ہے اور یہود و نصاریٰ و مشرکین مجوس اور مسلمین موحدین کے درمیان فارق اور ما بہ الامتیاز ہے۔

یہ وہ علامتِ اسلام ہے جس پر کل انبیاء علیہم السلام و اولیاء عظام و ائمہ کرام کا مسلسل تعامل چلا آیا ہے اور اس کا حکم اور وجوب احادیثِ صحیحہ مشہورہ سے ثابت ہے۔

اور ڈاڑھی منڈانا اور کٹانا یہودیوں اور عیسائیوں اور مشرکین مجوس وغیرہ سے مشابہت ہے اور اسلام کے خلاف ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔ بایں ہمہ اس دورِ ضلالت میں یہ بیماری وبا کی صورت میں تمام اسلامی ملکوں میں پھیل گئی ہے اور تمام عرب و عجم پر چھا گئی ہے اور حد سے گزر کر ایسی لا علاج ہو گئی ہے کہ شفا کلی کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ پہلے یہ صورت گناہ محض تھی اب کفر کی حد کو پہنچ گئی ہے کہ اس شعارِ اسلام کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ مونڈی اور کٹی ہوئی مونچھوں پر اور بڑھی ہوئی ڈاڑھیوں پر ہنسی اور استہزاء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جاتا ہے اور اس رأس الفطرت اور فرض دینی کا استخفاف کر کے پھبتیاں اڑائی جاتی ہیں اور آوازے کسے جاتے ہیں بلکہ ملحدین اور اہل ضلالت میں ڈاڑھی منڈانا اور کتانا اسلام اور تقوےٰ اور دیانتداری کا نشان قرار پاچکا ہے اور ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں منڈانا علامتِ نفاق و کفر و نشانِ بے ایمانی ٹھہر چکا ہے۔ گویا حالات برعکس ہو گئے ہیں اور ایسا انقلاب آچکا ہے کہ اسلام کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہے اور پھر اس پر تعجب یہ ہے کہ علماء اسلام خاموش ہیں بلکہ اکثر علماء تو صبغۃ اللہ یعنی رنگِ شرعی کو چھوڑ کر اہلِ ضلالت کے رنگ سے رنگین ہو رہے ہیں۔ بجائے اس بات کے کہ وہ ایسے ملحدوں اور بے دینوں کی اصلاح کریں خود اسی شعارِ اسلام کو چھوڑ کر اس کے شرائع دین میں داخل ہونے کے ہی منکر ہیں۔ چنانچہ

جماعتِ اسلامی

جو اپنے زعم و گمان میں اصلاح کا علم بلند کر رہی ہے اور تمام لوگوں کو کتاب و سنت کی دعوت دیتی ہے اس جماعت کے بانی جناب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی ترجمان القرآن جلد ۲۶ عدد ۳، ۴، ۵، ۶ ص ۲۷۴ مطبوعہ ماہ مئی۔ جون ۱۹۴۵ء میں لکھتے ہیں کہ :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی ڈاڑھی رکھنا سنتِ رسول یا اسوۂ رسول ہے یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ عاداتِ رسول کو بعینہٖ وہ سنت سمجھتے ہیں جس کے جاری اور قائم کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں ہے بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کی اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریفِ دین ہے جس سے نہایت برے نتائج پہلے بھی ظاہر ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ظاہر ہونے کا خطرہ ہے۔"

ناظرین اہلِ علم خصوصاً علماء اہلِ سنت اس جماعت کے اراکین اور بانی کے اس عقیدہ اور اصول پر غور فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور سنت اور شعارِ ملت کو بدعت قرار دے رہے ہیں اور پھر دعوے یہ ہے کہ ہم حکومت اور رعایا کو کتاب و سنت کی طرف دعوت دیتے ہیں اور ان کی اصلاح کرتے ہیں ؎

یہ دینِ خدا کی غیر کو دعوت کریں گے کیا؟
خود گم ہیں غیروں کو ہدایت کریں گے کیا؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمزور خود ہیں نصرت سنت کریں گے کیا؟
بے جان خود ہیں زندہ شریعت کریں گے کیا؟

اسی بدعقیدہ کا یہ اثر ہے کہ تمام جماعت اسلامی کے افراد پر طائرانہ نظر کی جائے تو تمام خاص وعام، عالم وجاہل کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی یا کٹی ہوئی نظر آئیں گی الا ماشاء اللہ. کوئی قلیل بچا ہوا ہوگا وہ بھی کوئی اہل حدیث ہوگا جو ان کی ظاہری نمائش اور کتاب وسنت کی اشاعت ظاہرہ سے دھوکہ کھا کر ان میں بھرتی ہوا ہوگا۔

ان کی اسی بدعقیدگی کی وجہ سے اکابر علماء اہل حدیث اور علماء دیوبند جماعت اسلامی سے متنفر ہوگئے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مولانا مودودی منکرین حدیث کی طرح حجیت حدیث کے انکاری نہیں ہیں اس لیے ان کی گرفت ایسی آسان ہے کہ خود ان کی تصنیف ہی سے ان کی تغلیط وتکذیب کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ تفہیمات حصہ اول کے ص۲۳۱ پر "رسالت اور اس کے احکام" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں اس عقیدہ اور اصول کی صاف تردید ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض منکرین حدیث کے جوابات میں جو مضامین مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھے ہیں ان میں بھی خود ان کی تردید ہے۔ تفہیمات کے ص۲۱۵ میں "اتباع واطاعت رسول" کے عنوان سے جو مضمون درج ہے اس میں بھی ان کا رد لامرد ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض ملحد لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال کی تقسیم کرکے بعض قسموں کی اتباع واطاعت ضروری قرار دیتے ہیں اور بعض میں نہیں، اور بعض کام آپؐ کے بحیثیت بشریت قرار دیتے ہیں اور بعض بحیثیت رسالت تو ان کے جواب میں مولانا مودودی نے فرمایا ہے کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہو جانے کے بعد بہرحال بحیثیتِ رسول کام کرتے رہے اور آپؐ کی اتباع واطاعت جملہ امور میں مطلقاً فرض ہے"

اور پھر اس دعوے پر آیاتِ قرآنی پیش کی ہیں۔ چنانچہ سورہ احزاب کی آیت اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗٓ اَمْرًا پر لکھتے ہیں:۔

"اس آیت میں زمانہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ مومن اور مومنہ سے خالص عہدِ رسالت کے مومن مرد وعورت مراد نہیں لیے جا سکتے۔ اَمْرًا کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کے معاملات پر حاوی ہے۔ خواہ وہ دینی ہوں یا دنیوی۔ اللہ اور رسول سے مراد اللہ اور رسول ہی ہیں...... اور یہاں تمام مومنین ومومنات سے یہ حق سلب کر لیا گیا ہے کہ خدا اور رسول نے جس معاملہ کا فیصلہ کر دیا ہو اس میں انہیں مجتمعاً یا منفرداً خود فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار باقی رہے۔ پھر فرمایا گیا ہے کہ جو اس کے خلاف عمل کرے گا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہوگا۔"

میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً اور فعلاً داڑھی کا بڑھانا ثابت ہے اور اہل کتاب اور مجوس مشرکین کی مخالفت کرنے کا آنجناب نے حکم دیا ہے کما سیأتي إن شاء الله جب أمرًا کا لفظ عام ہے جو ہر قسم کے معاملات کو حاوی ہے تو یہ حجامت کے احکام وافعال کو بھی حاوی ہے۔ پس اس بارہ میں بھی مومنین سے حق سلب کر لیا گیا ہے کہ خدا اور رسول نے فیصلہ کر دیا ہے اس میں منفرداً خود علامہ مودودی یا مجتمعاً ان کی تمام جماعت فیصلہ کرے کہ یہ افعال واقوال سنت نہیں یا اسوۂ رسول نہیں ہیں بلکہ تمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت رسول انجام دیے ہیں لفظ شیٔا بالعموم ان کو بھی شامل ہے۔ اب اس ہدایت اور سنت کے خلاف عمل کرنا یا اس کو بدعت اور تحریف قرار دینا خود گمراہی ہے جس کے باعث جماعت اسلامی گمراہی میں مبتلا ہے۔

پھر ص ۲۵۱ پر ایک آیت کا مطلب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"رسول پر ایمان لانے کا مدعا صرف یہ نہیں ہے کہ اس کو رسول مان لیا جائے بلکہ اس کے ساتھ رسول کی اطاعت بھی ضروری ہے۔ یہ اطاعت کا حکم نہ صرف اس آیت میں بلکہ قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی دیا گیا ہے مطلق ہے مقید نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ رسول کی اطاعت فلاں
فلاں امور میں ہے اور ان امور کے سوا کسی دوسرے امر میں نہیں
ہے۔ پس قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے اس کا رسول
ایک حاکم عام ہے جو حکم بھی وہ دے اس کا ماننا ضروری ہے"
ملی عرض کرتا ہے کہ جب رسول پر ایمان لانے کا مدعا اطاعت ہے اور
وہ مطلق ہے جو جملہ امور کو حاوی ہے جس میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم بھی داخل
ہے اور رسول حاکم عام ہے جس کا ہر حکم ماننا لازم ہے تو ڈاڑھی کا حکم جو احادیث
صحیحہ میں وارد ہے کہ اَعْفُوا اللُّحیٰ (ڈاڑھیاں بڑھاؤ) اس کا ماننا بھی لازم
ہے پس جو ڈاڑھی منڈائے گا یا کٹائے گا وہ نافرمانِ رسول ہے اور جو اس
حکم کو بدعت اور تحریفِ دین قرار دے گا اس کے کفر کا احتمال قوی ہے اور
ظن غالب ہے۔

نیز لکھا ہے کہ :۔

"نبی کی اطاعت اپنے جیسے انسان کی اطاعت نہیں ہے......
دراصل یہ خدا کی اطاعت ہے کیونکہ نبی جو کچھ کہتا ہے خدا کی طرف
سے کہتا ہے اور جو کچھ عمل کرتا ہے خدا کی ہدایت کے ماتحت کرتا
ہے۔ وہ خود اپنے نفس کی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا بلکہ
خدا کی وحی کا اتباع کرتا ہے اس لیے تم کو مطمئن ہو جانا چاہیے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پیروی میں کسی قسم کی گمراہی اور غلط رہی کا خطرہ نہیں ہے:

راقم عرض کرتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا اور فرمایا وَفِّرُوا اللُّحٰی اور آپ نے اس پر خود بھی عمل کیا کہ آپ کی ڈاڑھی گھنی اور بھرپور تھی اور سینہ پر پھیلی ہوئی تھی کما لا یخفیٰ علیٰ اھل العلم تو یہ حکم اور عمل آپ کا خدا کی ہدایت کے ماتحت تھا۔ چنانچہ تاریخ ابن جریر جلد ۳ ص ۹۰، ۹۱ میں اس کی صراحت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ:

"میرے رب کا مجھے حکم ہے کہ میں ڈاڑھی رکھوں۔"

پس یہ عین خدا کی اطاعت ہے۔ نبی جو کچھ کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے اور جو عمل کرتا ہے وہ خدا کی ہدایت کے ماتحت کرتا ہے۔ اپنے نفس کی خواہش سے نہیں کرتا بلکہ خدا کی وحی کا اتباع کرتا ہے لہٰذا جماعتِ اسلامی کو خصوصاً اور دیگر مسلمانوں کو عموماً مطمئن ہو جانا چاہیئے کہ ڈاڑھی بڑھانے میں کسی قسم کی گمراہی اور غلط رہی کا خطرہ نہیں ہے بلکہ یہ عین اطاعتِ الٰہی ہے جو موجب نجات ہے۔ اب جو شخص اس کو بدعت یا تحریفِ دین کہے گا، اس کی گمراہی اور غلط رہی نمایاں ہے۔ کما ھو الظاہر۔

پھر ص ۲۵۶ پر فرماتے ہیں:۔

"ہم پورے وثوق کے ساتھ یقین رکھیں کہ نبی کا قول اور عمل گمراہی اور کج رہی اور اتباع ہوائے اور بشری فکر و رائے کی غلطیوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے قطعاً محفوظ ہے اور زندگی میں اس کا قدم مضبوطی کے ساتھ
اس صراطِ مستقیم پر جما ہوا ہے جو ٹھیک ٹھیک خدا کی بنائی ہوئی
ہے۔ اس کی سیرتِ پاک اسلامی سیرت کا ایک ایسا معیاری
نمونہ ہے جس میں کسی نقص کا شائبہ تک نہیں ہے اور اللہ نے
خاص طور پر اس کامل و اکمل نمونہ کو اسی لیے بنایا ہے کہ اس کے
بندوں میں سے جو کوئی اس کا مقبول و محبوب بندہ بننا چاہے
وہ بے خطر اسی نمونہ کی پیروی کرے اس مقصد کو چھٹی اور ساتویں
آیت میں کھول دیا گیا ہے۔ چھٹی آیت میں فرمایا گیا ہے کہ تمہارے
لیے رسول اللہ میں ایک اسوۂ حسنہ ہے اور ساتویں آیت میں
رسول اللہ کے اتباع کو محبوبِ الٰہی بننے کا واحد ذریعہ بتایا گیا
ہے۔ یہاں پھر ہم کو کسی قسم کی تخصیص و تحدید نظر نہیں آتی،
صریح تعمیم و اطلاق ہے۔ رسول اللہ کی ذات کو مطلقاً اسوۂ حسنہ
بتایا گیا ہے اور مطلقاً ہی آپ کے اتباع کی ہدایت کی گئی ہے
اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس قدر زیادہ آپ کا اتباع کرو
گے اور اپنی زندگی میں سیرتِ پاک کا رنگ جتنا زیادہ پیدا کرو
گے اتنا ہی تقرب تم کو بارگاہِ الٰہی میں حاصل ہوگا اور حق تعالیٰ
اتنا ہی تم کو پیار کرے گا (تا آخر) اس لیے کہ محبوبیت کے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بجز اتباعِ نبی کے اور کوئی راستہ ہی نہیں۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ " اِنْتَهٰى كَلَامُهٗ بِعُرُوْقِهٖ

اسی مدلّل اصول اور ضابطۂ شرعی سے ہم مسئلہ اعفاء اللحیہ کو سمجھتے ہیں تو یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ڈاڑھی بڑھانے کی بابت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور عمل اتباع ہوئے اور بشری غلطی سے قطعاً محفوظ ہے، کیونکہ آپ کا قدم خدا کے بنائے ہوئے صراطِ مستقیم پر جما ہوا تھا۔ آپ کی سیرت اسلامی سیرت کا معیاری نمونہ ہے اور کامل و اکمل نمونہ ہے جس میں کوئی نقص نہیں ہے جو کوئی خدا تعالیٰ کا مقبول اور محبوب بندہ بننا چاہیے وہ دیگر امورِ شرعیہ کی طرح اس مسئلہ ڈاڑھی میں بھی بے خطر اسی نمونہ کی پیروی کرے کیونکہ محبوبِ الٰہی بننے کا واحد ذریعہ یہی ہے۔

آیاتِ قرآنیہ میں کسی قسم کی تخصیص و تحدید نہیں ہے کہ یہ حکم اور اسوۂ حسنہ فلاں مسئلہ میں ہے اور ڈاڑھی میں نہیں ہے بلکہ صریح تعمیم اور اطلاق ہے اور آپ کی ذات مطلق اسوۂ حسنہ ہے جس میں مطلقاً ہی اتباع کی ہدایت ہے جو ڈاڑھی کو بھی یکساں شامل ہے پس جس قدر اس بارہ میں آپ کی اتباع کرو گے اور آپ کی اس سیرت کا جتنا رنگ زیادہ اختیار کرو گے اور جتنی بھی ڈاڑھی زیادہ بڑھاؤ گے اتنا ہی تقرب بارگاہِ الٰہی میں حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ تم کو پیار کرے گا کیونکہ بجز اتباعِ نبیؐ کے محبوبیت کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے جیسا کہ آیت فَاتَّبِعُوْنِیْ اس پر ناطق ہے۔
حضرات اجماعت اسلامی کے مردود قاعدہ اور عقیدہ کا رد تو خود ان
کے مسلّمہ اصول سے ہو گیا ہے جو کہ شرعی دلائل سے ثابت ہیں۔ اب ان کا
فرض تو یہ ہے کہ یا تو ان اصولوں سے انکار کریں پھر تو ان کے اسلام کی
خیر نہیں ہے وہ اڑ جائے گا، یا مسئلہ ڈاڑھی کو تسلیم کریں اور سنت کے
مطابق ڈاڑھیاں چھوڑ دیں اور ان سے کچھ معترض نہ کریں کیونکہ اسوہ حسنہ
میں قول اور عمل سے ڈاڑھی کا بڑھانا صاف ظاہر ہے اور احادیث صحیحہ میں
وارد ہے۔ یا اس تعمیم واطلاق سے مسئلہ ڈاڑھی کا استثناء کریں اور اس
کی تخصیص کسی دلیل شرعی اور اصولِ اسلامی سے کریں کہ اس میں آں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں ہے اور اسوہ حسنہ میں جو یہ قول اور عمل پایا
جاتا ہے منسوخ ہے یا مخصوص ہے۔ اَلْخَصَائِصُ لَا تَثْبُتُ اِلَّا بِالدَّلِیْلِ

ڈاڑھی بڑھانا سنّتِ فریضہ ہے

لغت میں سنت کا معنی طریقہ ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف
یہ ہے:۔

قَالَ الْحَافِظُ فِی الْفَتْحِ وَالْمُرَادُ بِالسُّنَنِ مَا یَتَلَقَّوْنَہٗ عَنْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجِبًا كَانَ اَوْ مَنْدُوْبًا "

(منقول از صیانۃ الانسان ص۳۴)

یعنی سنت سے مراد وہ طریقۂ مشروعہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانوں نے لیا خواہ وہ واجب ہو یا مستحب۔

یہ سنت یعنی طریقۃ الرسول دو قسم پر ہے:۔

۱۔ سنتِ فریضہ ۲۔ سنّتِ غیر فریضہ

چنانچہ حدیث میں ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
• اَلسُّنَّةُ سُنَّتَانِ سُنَّةٌ فِیْ فَرِیْضَةٍ وَ سُنَّةٌ فِیْ غَیْرِ فَرِیْضَةٍ فَالسُّنَّةُ الَّتِیْ فِی الْفَرِیْضَةِ اَصْلُهَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ اَخْذُهَا هُدًى وَ تَرْكُهَا ضَلَالَةٌ وَالسُّنَّةُ الَّتِیْ لَیْسَ اَصْلُهَا فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ الْاَخْذُ بِهَا فَضِیْلَةٌ وَ تَرْكُهَا لَیْسَ بِخَطِیْئَةٍ

(رواہ الطبرانی فی الاوسط کذا فی مجمع الزوائد)

یعنی ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنت دو قسم کی ہے ایک فریضہ۔ دوم غیر فریضہ۔ فریضہ وہ ہے کہ جس کا اصل کتاب اللہ میں ہو، اس کا پکڑنا اور اس پر عمل کرنا ہدایت ہے اور اس کا ترک کرنا گمراہی ہے۔ اور جس سنت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل کتاب اللہ میں نہ ہو اس کا لینا فضیلت ہے اور چھوڑنا گناہ نہیں ہے۔

اب ڈاڑھی پر غور کریں کہ یہ سنتِ فریضہ ہے یا غیر فریضہ؟ سو کچھ شک نہیں ہے کہ یہ سنتِ فریضہ ہے اور اس کا اصل کتاب اللہ میں موجود ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل دلائل سے ثابت ہے ①

پارہ نمبر ۲۱ میں لفظ فطرۃ اللہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی فطرت کو یعنی پیدائش کو لازم پکڑو کہ جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ مشکوٰۃ میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"ہر ایک بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ اور ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں"

جیسا کہ ایک چارپایہ پوری پیدائش والا پیدا ہوتا ہے پھر اس کے کان وغیرہ کاٹ کر اسے بدل دیا جاتا ہے۔ اس کی تصدیق میں آپؐ نے یہ آیت پڑھی فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا الآیۃ یعنی ہر بچہ اسلام کی اطاعت کے لیے پیدا اور تیار ہوتا ہے۔ اگر اس کے والدین مسلمان ہوں تو اس کو اسلام پر لگا دیتے ہیں اور وہ صحیح فطرت پر قائم ہو جاتا ہے اور اگر والدین یہودی، نصاریٰ یا مجوسی ہوں تو اس کو فطرت سے ہٹا کر دوسرے طریقہ پر لگا دیتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ حالت میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے جیسے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانور پوری پیدائش کا پیدا ہو لیکن لوگ اس کے کان وغیرہ کاٹ کر تبدیل کر دیں ــــــــ

قرآن کریم کے پارہ نمبر ۵ میں ہے کہ:۔

" شیطان نے کہا کہ میں بنی آدم کو حکم کروں گا کہ وہ چارپایوں کے کان کاٹیں اور میں ان کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کی تغییر کریں"۔

ــــ اس کے ساتھ یہ حدیث بھی ملائیں کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ:۔

"ایسی عورتوں پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے جو مصنوعی حسن جمال کے لیے بالوں میں بال ملاتی ہیں۔ چہرہ پر خال نکالتی ہیں یا بال نوچتی ہیں یا سامنے کے دانتوں میں چھید پیدا کرتی ہیں۔ اور فرمایا یہ عورتیں اَلْمُغَیِّرَاتُ خَلْقِ اللہِ (یعنی اللہ کی پیدائش بدلنے والی) ہیں ــــــــ"

جیسے عورت کی چھاتی پر قدرت نے پستان پیدا کیے ہیں اسی طرح مرد کے چہرہ پر داڑھی پیدا کی ہے پس اس کو مونڈنا اور کاٹنا اللہ کی پیدائش میں تغییر اور فطرت اللہ کو تبدیل کرنا ہے۔ ہاں اگر اسلام کے حکم سے ہو تو وہ اللہ ہی کی پیدائش اور فطرت میں داخل ہے، وہ تغییر غیر شرعی نہیں ہے۔ تغییر و تبدیل غیر شرعی وہ ہے جو خدا کی پیدائش میں بغیر حکم اور رسول کے اپنی مرضی سے کیا جاوے جیسے عورتوں نے بالوں سے بال ملائے اور پیشانی سے بال نوچے اور دانتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو چھیدا تو ان کو "مغیرات خلق اللہ" قرار دے کر ان پر لعنت کی گئی کہ انہوں نے اپنی طرف سے یہ تغییر کیوں کی؟ اسی طرح مردوں کی ڈاڑھیاں بحکم الٰہی پیدا ہوئیں تو یہ فطرت تھی جس کی تغییر اور تبدیل کا شارع نے کوئی حکم نہیں دیا۔ ہاں مونچھوں کے بال، زیر ناف کے بال اور بغل کے بال دور کرنے کا حکم دیا ہے جو عین فطرت میں داخل ہے۔ لہٰذا مونچھوں کے بال نہ کٹانا اور ڈاڑھی کے بال کٹانا یا منڈانا خلاف فطرت ہے جو اپنی رائے سے ہے سو یہ تغییر و تبدیل غیر شرعی ہے جو شیطانی کام ہے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم سے اس سنت کا اصل ثابت ہوا۔ پس یہ سنت نرلیفہ ہوئی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ (الحدیث) (رواہ احمد و مسلم والنسائی والترمذی)

کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ مونچھیں کٹانا اور ڈاڑھی بڑھانا ...... الخ

نیل الاوطار میں ہے:

اِنَّ هٰذِهِ الْاَشْيَاءَ اِذَا فُعِلَتْ اِتَّصَفَ فَاعِلُهَا بِالْفِطْرَةِ الَّتِیْ فَطَرَ اللّٰهُ الْعِبَادَ عَلَيْهَا۔

یعنی ان چیزوں پر عمل کیا گیا تو ان کا عامل اس فطرت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوف ہوا جس پر اللہ نے بندوں کو پیدا کیا ہے۔

پھر لکھا ہے کہ:۔

ھِیَ السُّنَّۃُ الْقَدِیْمَۃُ الَّتِیْ اِخْتَارَھَا الْاَنْبِیَاءُ وَاتَّفَقَتْ عَلَیْھَا الشَّرَائِعُ فَکَاَنَّمَا اَمْرٌ جِبِلِّیٌّ (نیل۔ ج ۱۔ ص ۱۰۹ بمصری)

کہ یہ طریقہ قدیمی ہے جس کو تمام انبیاء نے اختیار کیا ہے اور سب شریعتیں اس پر متفق ہیں کیونکہ یہ پیدائشی اور طبعی چیز ہے۔

مخفی نہ رہے کہ ان دس چیزوں میں بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جو سنت مؤکدہ ہیں فرض نہیں ہیں پھر اعفاء اللحیہ کس طرح فرض ہو گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جن چیزوں کے لیے خارجی دلائل سے ثبوت یا قرینہ مل جائے کہ وہ سنت ہیں اور واجب نہیں ہیں تو یہ ہمارے خلاف نہیں ہے کیونکہ فطرتی چیزیں اور شعائر اسلام دو قسم کے ہیں:۔

۱۔ واجبہ ۲۔ مستحبہ اور مسنونہ

مثلاً مسواک اور بغل کے بال دور کرانے سنت ہیں۔ نیل میں ہے کہ:۔

سُنَّۃٌ بِالْاِتِّفَاقِ ——————

اور قص الشارب (مونچھ کٹانا) اور اعفاء اللحیۃ (ڈاڑھی بڑھانا) سنت واجبہ ہیں۔ محلی ابن حزم جز ثانی ص۲۲ میں ہے:۔

وَاَمَّا فَرْضُ قَصِّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَۃِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی امورِ عشرہ فطرت میں سے یہ دو چیزیں فرض ہیں۔ مونچھ کٹانا اور ڈاڑھی بڑھانا۔

اگر ان کو سنت کہا جاتا ہے تو بمعنی طریقہ مسلوکہ کے لحاظ سے کہا جاتا ہے اصطلاحی لحاظ سے نہیں چنانچہ نیل جلد ۱ صلالا میں ہے کہ:-

وَلَوْ وَرَدَ بِلَفْظٍ مِّنَ السُّنَّةِ لَمْ يَنْتَهِضْ دَلِيلًا عَلَىٰ عَدَمِ الْوُجُوبِ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِهِ السُّنَّةُ اَيِ الطَّرِيْقَةُ لَا السُّنَّةُ بِالْمَعْنَى الْاِصْطِلَاحِيِّ الْاُصُوْلِ

جوہر نقی بر بیہقی جلد ۹ ص۲۶۳ میں حدیث فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا پر لکھا ہے

اَیْ سِیْرَتَنَا وَطَرِیْقَتَنَا وَذَالِكَ قَدْ يُشْتَرَكُ بَيْنَ الْوَاجِبِ وَالسُّنَّةِ الْمُصْطَلَحِ عَلَيْهَا

کہ سنت سے مراد محض سیرت اور طریقہ نبویہ ہے جو واجب اور سنت اصطلاحیہ کے درمیان مشترک ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ڈاڑھی بڑھانا سنتِ واجبہ ہے۔

(۲)

دوسری دلیل کہ اس کا اصل کتاب اللہ میں ہے جو اس کے سنت فریضہ ہونے پر دال ہے یہ ہے کہ قرآن کریم میں وارد ہے:-

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو رسول تم کو دے اس کو پکڑ لو اور جس سے روک دے اس سے باز رہو۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءِ اللِّحْيَةِ (صحیح مسلم جلد ۱ ص ۱۲۹)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں پست کرنے اور ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔

مشکوٰۃ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رض سے مروی ہے کہ انہوں نے بال [اکھاڑ]نے والیوں، سامنے کے دانت چھیدنے والیوں اور بال نوچنے والیوں کو مغیرات خلق اللہ قرار دے کر لعنت کی اور اس لعنت کو قرآن سے ثابت کیا [ا]ور یہ آیت مذکورہ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ پیش فرمائی جس سے ظاہر ہوا کہ یہ [آ]یت اپنے اطلاق اور عموم سے تمام اوامر و منہیات کو شامل ہے جس میں ڈاڑھی [بڑ]ھانے کا حکم بھی داخل ہے۔ پس حتی الامکان اس پر عمل کرنا واجب ہے۔

مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۶۲ میں ہے:

كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوهُ وَمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس چیز سے میں تم کو منع کردوں اس سے تم بچو اور جس چیز کا حکم کردوں تو حسب طاقت اس کو بجالاؤ۔

پس آیت قرآن اور حدیث صحیح سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کٹانے کا حکم دیا ہے۔ یہ واجب العمل ہے

(۳)

قرآنِ کریم میں اولوا العزم انبیاء کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ط کہ ان کی راہِ ہدایت کی پیروی اور اقتدا کر۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحی کی قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا میں کی اور افعالِ حج بھی کیے۔

اسی طرح عاشورہ کا روزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موافقت میں رکھا اور سورۂ ص کا سجدہ حضرت داؤد علیہ السلام کی ریس میں کیا۔

اسی طرح ڈاڑھی رکھنا انبیاء کی سنت ہے۔ چنانچہ جن اٹھارہ انبیاءؑ کی اقتدا کا حکم دیا گیا ہے۔ ان میں ایک حضرت ہارون علیہ السلام بھی ہیں جن کی ڈاڑھی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے غضبناک ہو کر ان پر حملہ کیا تھا تو انہوں نے فرمایا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِیْ (پ۱۶) کہ میری ڈاڑھی نہ پکڑ۔

پس ان کی اقتدا میں ہم کو بھی ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے۔ اس سے ڈاڑھی کا اصل قرآن سے ظاہر ہو گیا جس کا ثبوت قولاً و فعلاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہے لہٰذا یہ سنت فریضہ قرار پائی جس کا ترک کرنا ضلالت ہے۔ کما مر ذکرہ

④

قرآن کریم میں ہے کہ:

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ

یعنی جب آزمایا ابراہیم کو اس کے رب نے ساتھ کئی باتوں کے تو پورا کیا اس نے ان کو۔

وہ کلمات کیا تھے؟ اس بارہ میں سلف صالحین حضرت ابن عباسؓ و سعیدؒ بن مسیب و مجاہدؒ و شعبیؒ و نخعیؒ وغیرہم سے منقول ہے کہ وہ خصال فطرت ہیں۔

اور انہی پر حدیث عائشہ صدیقہؓ ناطق ہے کہ:

عَشْرٌ مِّنَ الْفِطْرَۃِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاِعْفَاءُ اللِّحْیَۃِ الخ

نیل الاوطار جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ میں ہے کہ:

ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَصَحَّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْکَلِمَاتِ الَّتِیْ ابْتُلِیَ بِھِنَّ اِبْرَاھِیْمُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَنَّمَهُنَّ هُنَّ خِصَالُ الْفِطْرَةِ "

یعنی ہم نے تیری طرف وحی کی کہ ملتِ ابراہیم حنیف کی اتباع
کر اور حضرت ابن عباسؓ سے یہ صحیح طریق سے ثابت ہو چکا ہے
کہ وہ کلمات جن کے ساتھ ابراہیم کا ابتلاء ہوا اور انہوں نے ان
کو پورا کیا وہ خصالِ فطرت ہیں۔

اور خصالِ فطرت میں ڈاڑھی بڑھانا شمار کیا گیا ہے۔ پس اس کا اصل
کتاب اللہ میں پایا گیا اور یہ سنت فریضہ ثابت ہوئی جس کا ترک گمراہی ہے

۵

اہلِ مذاہب اپنے چہروں اور جسم پر ایک خاص قسم کا امتیازی رنگ رکھتے
تھے جس سے ان کی پہچان کی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے موحدین مسلمین کو فرمایا کہ
صِبْغَةَ اللهِ (پ ۱) کہ اللہ تعالیٰ کی رنگت کو لازم پکڑو۔

جامع البیان میں ہے :۔

وَهِيَ فِطْرَةُ اللهِ فَاِنَّهَا حِلْيَةُ الْاِنْسَانِ

کہ اللہ کی رنگت سے مراد اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے اور وہ
مسلمان انسان کا حلیہ ہے۔

وہ امورِ فطرت دس ہیں جن سے مسلمان کا تعارف ہوتا ہے۔ ان میں
ڈاڑھی کا بڑھانا بھی ہے۔ لبیں پست ہوں اور ڈاڑھی بڑھی ہوئی ہو تو اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلیہ سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ شخص محمدی مسلمان ہے۔ بس یہی اللہ کی رنگت ہے جس کا التزام کرنا ہر مسلمان کا کام ہے:

قَالَ مُجَاهِدٌ صِبْغَةَ اللّٰهِ فِطْرَتُهٗ (تحفۃ الودود)

اس لفظ سے بھی ڈاڑھی کا قرآن کریم سے اصل ثابت ہوا۔ پس یہ امور خمسہ بطور دلائل ذکر ہیں جن سے اعفاء اللحیہ کی اصلیت کتاب اللہ سے ثابت ہوئی۔ اور ہم سابقاً حدیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ جس سنت کی اصل کتاب اللہ سے ظاہر ہو وہ سنتِ فریضہ ہے جس کا ترک ضلالت ہے۔ لہٰذا ڈاڑھی کا منڈانا اور کٹانا گمراہی ہے۔ پھر جو لوگ اس کو شرائع دین سے نہیں سمجھتے وہ گمراہ ترین ہیں جن کے کفر کا احتمال قوی ہے۔

ڈاڑھی بڑھانا اور لبیں کٹانا شعارِ اسلام ہے

شعار کے معنے نشان اور علامت کے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں اس مخصوص علامت کا نام ہے جس سے مسلمان دوسرے لوگوں مشرکین اور غیر مذہب یہود، نصاریٰ، مجوس کافرین سے پہچانے جائیں۔ لڑائی کے میدان میں مسلمان فوج ایک دوسرے کو پہچان لے اور سفر میں ایک دوسرے کو جان لے کہ یہ شخص ہمارا بھائی ہے۔ دیہات اور شہروں میں اختلاط ہو تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نشانِ خاص سے موحد اور مشرک کے مابین، مسلمان اور کافر کے مابین، یہودی، عیسائی، مجوسی اور محمدی مسلمان کے درمیان امتیاز ہو جائے۔ وہ ظاہری حلیہ مونچھیں نہایت پست کرنا اور ڈاڑھی بڑھانا ہے اس حلیہ کو دیکھتے ہی سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ مسلمان ہے۔ اور اندرونِ ستر ختنہ ہے۔ کہ اگر ڈاڑھی میں کچھ نقص ہو اور پھر کسی مسلمان انسان کا دوسرے کافر انسان سے فرق معلوم کرنا ہو تو دیکھ لیا جائے کہ ان میں مختون کون ہے؛ جو مختون ہو گا وہ مسلمان ہے کیونکہ ختنہ بھی شعارِ اسلام ہے۔

اب ہم لبیں کٹانے اور پست کرانے اور ڈاڑھی بڑھانے کا شعارِ دینِ اسلام ہونا ثابت کرتے ہیں کہ وہ نشان ہے جس سے مسلمان اور مشرک، اہلِ سنت اور اہلِ کتاب کے درمیان پہچان کی جاتی ہے۔

اول یہ جاننا چاہیئے کہ جو علامت عہدِ نبوی میں مقرر ہو چکی وہی معتبر ہوگی بعد میں اگرچہ اہلِ مذاہب اس میں تبدل و تغیر کرتے رہیں، وہ معتبر نہ ہوگا۔ مثلاً اب مجوس ڈاڑھی بڑھالیں یا سکھ مشرکین ڈاڑھی رکھ لیں تو اس کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ عہدِ نبوی میں جو احکام مقرر ہو چکے ہیں، وہی معتبر اور مقبول ہیں۔ بہر کیف مندرجہ ذیل دلائل پر غور کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجوس مشرکین کا شعار

نواب صدیق حسن خان اپنے رسالہ عشرہ کاملہ میں حدیث نقل کرتے ہیں کہ صحیح ابن حبان میں ابن عمر سے مروی ہے کہ حضرت نے مجوس کا ذکر کیا تو فرمایا:۔

اِنَّھُمْ یُوَفِّرُوْنَ سِبَالَھُمْ وَیَحْلِقُوْنَ لُحَاھُمْ فَخَالِفُوْھُمْ

یعنی پارسی (آگ پرست) لوگ مونچھوں کو وافر کرتے ہیں اور داڑھی کو منڈاتے ہیں لہٰذا تم ان کے خلاف کرو۔

امام احمد کا لفظ ابو امامہ سے یہ ہے کہ ہم نے کہا اے رسول خدا!

اِنَّ اَھْلَ الْکِتَابِ یَقُصُّوْنَ عَثَانِیْنَھُمْ وَیُوَفِّرُوْنَ سِبَالَھُمْ فَقَالَ قُصُّوْا سِبَالَکُمْ وَوَفِّرُوْا عَثَانِیْنَھُمْ وَخَالِفُوْا اَھْلَ الْکِتَابِ

اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) اپنی داڑھیاں کاٹتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم اہل کتاب کا خلاف کرو، مونچھیں کاٹو اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

رسالہ مسائل اللحیہ عربی مدنی کے ص۳۹ میں ہے کہ:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقَدْ وَرَدَ فِي رِوَايَةِ ابْنِ اَبِي شَيْبَةَ فِي مُسْنَدِهٖ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْمَجُوْسِ جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَلَقَ لِحْيَتَهٗ وَاَطَالَ شَارِبَهٗ ....

یعنی ابن ابی شیبہ کی مسند میں روایت ہے کہ ایک پارسی مذہب کا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا (اس کا حلیہ یہ تھا) ڈاڑھی منڈی ہوئی اور مونچھیں دراز تھیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ کیا حالت ہے؟ اس نے کہا کہ یہ ہمارا دین ہے۔

نووی شرح مسلم میں ہے:۔

وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْفُرْسِ قَصُّ اللِّحْيَةِ فَنَهَى الشَّرْعُ عَنْ ذٰلِكَ

کہ پارسی مشرکین کی یہ عادت قبیحہ تھی کہ وہ ڈاڑھی کٹاتے تھے۔ شریعت الٰہیہ نے اس سے منع کر دیا۔

نیل الاوطار جلد ا صـــــ۱۱۱ـــــ میں ہے:۔

وَكَانَ مِنْ عَادَةِ الْفُرْسِ قَصُّ اللِّحْيَةِ فَنَهَى الشَّارِعُ عَنْ ذٰلِكَ وَاَمَرَ بِاِعْفَائِهَا

کہ اہلِ فارس کی رسم تھی کہ وہ ڈاڑھی کٹاتے تھے۔ شارع نے اس سے منع کر دیا اور اس کے بڑھانے کا حکم دیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تصریح سے ثابت ہوا کہ عہدِ رسالت میں ڈاڑھی منڈانا اور مونچھیں بڑھانا کفار مجوس کا شعار تھا۔ جس سے مسلمانوں کو منع کیا گیا اور اس کے برخلاف داڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹانا اور پست کرنا شعارِ اسلام مقرر کیا گیا۔

مسلم میں ہے:۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَأَرْخُوا اللِّحَى خَالِفُوا الْمَجُوْسَ

یعنی ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔

پس ڈاڑھی بڑھانا مجوس مشرکوں کے مقابلہ میں اسلام کا نشان ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے:۔

وَاللِّحْيَةُ جَمَالُ الْفُحُوْلِ وَتَمَامُ هَيْئَاتِهِمْ فَلَا بُدَّ مِنْ إِعْفَائِهَا .... وَقَصُّهَا سُنَّةُ الْمَجُوْسِ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ کتاب کا شعار

اہلِ کتاب یہود، نصاریٰ کا شعار یہ ہے کہ وہ ڈاڑھی منڈاتے اور کتاتے ہیں۔ اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امّتِ مسلمہ کو حکم دیا کہ وہ ڈاڑھی چھوڑ دیں اور اہلِ کتاب کی مخالفت کریں۔

مسائل اللحیہ عربیہ مدنیہ ص۳۹ میں ہے:-

قَالَ اَبُوْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اَھْلَ الْکِتَابِ یَقُصُّوْنَ لِحَاھُمْ وَیُوَفِّرُوْنَ شَوَارِبَھُمْ، فَقَالَ قُصُّوْا شَوَارِبَکُمْ وَوَفِّرُوْا لِحَاکُمْ وَخَالِفُوْا اَھْلَ الْکِتَابِ (۵/۲۶۴ الامام احمد فی مسندہٖ)

یعنی ابوامامہ نے کہا کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ! اہلِ کتاب (یہود و نصاریٰ) اپنی داڑھیوں کو کتاتے ہیں اور مونچھوں کو بڑھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنی مونچھوں کو کٹاؤ اور ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور اہل کتاب کا خلاف کرو۔

نیز مسائل اللحیہ ص۴ پر یہ حدیث ہے:-

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْفُوْا اللُّحٰی وَجُزُّوْا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشَّوَارِبَ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى

(رواہ الامام احمد فی مسندہٖ عن ابی ہریرۃؓ)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ڈاڑھیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دو اور مونچھوں کو کٹاؤ اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ یہود و نصاریٰ کا شعار ڈاڑھی کٹانا اور منڈانا ہے اور مسلمانوں کا شعار ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دینا ہے۔ اب مسلمانوں کو اسلام کا شعار اختیار کرنا چاہیے کیونکہ یہود اور نصاریٰ کی مشابہت اور مشاکلت کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔

عام مشرکین کا شعار

قریش عرب کے سوا عہدِ نبوی میں عام مشرکین ڈاڑھیاں منڈاتے اور کٹاتے تھے لیکن قریش اپنے آپ کو ملّتِ ابراہیمی پر قائم سمجھتے تھے اور وہ حضرت ابراہیم کے ملّت کی اتباع کرتے تھے اس لیے وہ ڈاڑھیاں نہ منڈاتے تھے۔ مدینہ شریف میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تو یہود و مشرکین، نصاریٰ مشرکین وغیرہم کو دیکھا کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاڑھیاں منڈاتے اور کٹاتے ہیں تو اس سے آپ نے اپنی امت کو منع فرمایا۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے:۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللِّحٰى

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو بایں طور کہ مونچھوں کو خوب پست کرو اور ڈاڑھیوں کو پوری طرح بڑھاؤ۔

اہلِ اسلام کا شعار

گزشتہ احادیث صحیحہ اور دلائل صریحہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کفار مجوس، کفار یہود اور کفار نصاریٰ کا شعار مونچھیں بڑھانا اور ڈاڑھی کٹانا تھا، اس لیے آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کا شعار یہ قرار دیا کہ وہ ان کے خلاف مونچھیں کٹائیں اور ڈاڑھیاں بڑھائیں۔ پس مشرکین کفار اور اہل اسلام ابرار کے حلیہ میں یہ فرق ہے کہ جس کے ڈاڑھی ہوگی اور مونچھیں کٹی ہوئی ہوں گی وہ مسلمان متصور ہوگا اور جس کی مونچھیں بڑی ہوں گی اور ڈاڑھی کٹی ہوئی ہوگی وہ مجوسی یا یہودی یا عیسائی یا کسی اور قسم کا مشرک دکافر خیال کیا جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گا۔ یہ ظاہری پہچان ہے باقی باطنی حقیقت خدا کے سپرد ہوگی۔
عموماً یہی دیکھا گیا ہے کہ ڈاڑھی کترے، ڈاڑھی منڈے، مونچھوں والے فاسق، فاجر، بدمعاش، اوباش، بے دین، بدمذہب، ملحد، کافر، مشرک یہودی، عیسائی، گمراہ، بدعتی ہی ہوتے ہیں۔ کوئی ڈاڑھی منڈا یا ڈاڑھی کترا متقی، مومن، مسلمان، موحد، اہلِ سنت، ولی اللہ، عارف باللہ اور نیک شخص نہیں دیکھا گیا۔ ضرور وہ عقیدۃً یا عملاً گمراہ تھا۔

تشبّہ بالکفار کا حکم

حدیث شریف میں آیا ہے:۔

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ (رواہ ابوداود فی سننه وابن حبان فی صحیحه وقال الحافظ ابن حجر فی الفتح ان سنده حسن" وقال شیخ الاسلام ابن تیمیہ "اسناده جید" فقد احتج به الامام احمد وغیرہ) مسائل اللحیہ مث

کہ جو شخص کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

• روی البزار عن ابن عباس مرفوعًا:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى

کہ یہود ونصاریٰ کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔

روی الترمذی مرفوعاً:۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَا تَشَبَّهُوْا بِهِمْ (الحدیث)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہماری امت اور جماعت سے نہیں ہے جو غیر مسلموں کی مشابہت کرے تم ان کی مشابہت مت کرو۔

روی الطبرانی مرفوعاً:۔

لَمَّا فَتَحَ مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ شُرْبَ الْخَمْرِ وَثَمَنَهَا وَقَالَ قُصُّوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللُّحٰى وَلَا تَمْشُوْا فِي الْأَسْوَاقِ إِلَّا عَلَيْكُمُ الْإِزَارُ إِنَّهٗ لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا الحدیث

یعنی جب مکہ فتح ہو چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ دیا کہ لوگو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے تم پر شراب کا پینا حرام کیا ہے اور شراب بیچ کر اس کی قیمت لینی بھی حرام کی ہے۔ تم مونچھوں کو کترواؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ اور بازاروں میں تہمد باندھے بغیر نہ پھرو۔ اور جو شخص ہمارے سوا دیگر قوموں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور طریقے پر عمل کرے گا وہ ہمارا نہیں ہے۔

دیلمی کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھے ماننے والوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ڈاڑھیاں بڑھائیں اور مونچھیں پست کرائیں اور کسریٰ کو ماننے والے اس کا خلاف کریں۔ ہمارا طریقہ تو ان کے خلاف ہے"

ان احادیث سے غیر مسلموں، غیر مذہبوں، غیر قوموں، کافروں مشرکوں فاسقوں، فاجروں کی مشابہت سے روکا گیا ہے اور منع کیا گیا ہے۔ پس غیر مسلموں کی مشابہت حرام ہے اور یہ مشابہت دو قسم کی ہے:

۱۔ مشابہتِ باطنہ ۲۔ مشابہتِ ظاہرہ

مشابہتِ باطنہ تو امورِ اعتقادیہ میں ہوتی ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے نور سے پیدا شدہ ٹھہرا کر اللہ تعالیٰ کی جز بنانا اور بشریت سے خارج کرنا وغیرہ وغیرہ

مشابہتِ ظاہرہ امورِ خارجیہ میں ہوتی ہے کہ اقوال و افعال میں غیر مذہبوں کی پیروی کرنا خواہ عبادات میں ہو یا عادات و رسومات میں۔ عبادات میں جیسے غیر اللہ کی نذر نیاز، غیروں کے نام کے وظائف اور اولیاء کی قبروں پر سجدے اور عرس وغیرہ اور عادات جیسے طعام، لباس، مسکن، نکاح، حجامت چال چلن وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان مشابہتوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے۔ بعض حد کفر کو پہنچا دیتی ہے اور بعض فسق و فجور کو۔ پس مشابہت مطلق حرام ہے اور مشابہتِ باطنہ مشابہتِ ظاہرہ کا موجب ہو جاتی ہے اور مشابہتِ ظاہرہ مشابہتِ باطنہ کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لیے ہر مشابہت سے بچنا چاہیئے کیونکہ مشابہت اختلاط اور موالات پیدا ہوتی ہے جس کی بابت قرآن ناطق ہے۔

وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ (المائدۃ: ۵۱)

جو شخص ان (یہود و نصارے) کو دوست رکھے گا تم میں سے، وہ انہی میں شمار ہوگا۔

چنانچہ ڈاڑھی منڈے اکثر عیسائیوں، یہودیوں کی خصلتوں کو پسند کرتے ہیں اور انہی کی صورت سیرت کو اختیار کرتے ہیں اور انہی سے تعلق رکھتے ہیں اور انہی کی خوبیاں عیاں کرتے ہیں اور انہی سے تعاون اور موالات ہے اور ایسے بے دین ڈاڑھی والوں سے عداوت رکھتے ہیں اور ڈاڑھی کی برائی بیان کرتے ہیں اور ڈاڑھی والوں سے مخول مذاق کرتے ہیں اور مسائل حقہ کا انکار کرتے ہیں اور مسلمین، موحدین متقین سے متنفر رہتے ہیں۔ یہ سب معاملات کفر ہیں جو مشابہت سے پیدا ہوتے ہیں۔

○

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشگوئی نبوی کا ظہور

صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

"تم ضرور پہلے لوگوں کے قدم بقدم چل کر رہو گے۔ حتیٰ کہ اگر ان میں سے کوئی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوا ہو گا تو تم بھی ضرور داخل ہو گے۔ ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں تو آپ نے فرمایا اور کون ؟"

دیگر حدیث میں ہے کہ :۔

"جو باتیں بنی اسرائیل میں ہوئیں وہ ٹھیک سب میری امت میں ہوں گی حتےٰ کہ اگر ان سے کسی نے بے محابا اپنی ماں سے زنا کیا ہو گا تو میری امت میں بھی کوئی ایسا بدبخت ہو گا جو اس بے حیائی کا ارتکاب کرے گا۔ نیز بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں بٹے تھے اور میری امت تہتّر فرقوں میں بٹے گی۔"

بس اس پیشگوئی کا ظہور ہے کہ اکثر لوگ نام نہاد مسلمان تمام ممالکِ عرب و عجم میں اعتقادات عبادات اور عادات میں یہود، نصاریٰ، مجوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہم کفار مشرکین کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ صورتیں اور سیرتیں اسلام سے بدل کر ان کے مشابہ ہوگئی ہیں۔ چنانچہ داڑھی کے مسئلہ کو لیجئے کہ یہ ہمارا مذہبی شعار تھا کہ ہم اپنے چہرہ پر داڑھی رکھتے اور مونچھیں کٹاتے لیکن مسلمان کہلانے والے جابجا داڑھی منڈے اور داڑھی کترے پھرتے نظر آتے ہیں۔ خصوصاً مغرب زدہ انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ، حکام سکول ماسٹر، بابو ٹائپ افراد، اور وکیلوں کا تو یہ حال ہے کہ وہ عیسائی معلوم ہوتے ہیں۔

اب اگر ان کو داڑھی کے متعلق احادیث سنائی جائیں تو ان کی تکذیب کرتے ہیں اور ذرا پرواہ نہیں کرتے۔ پس ایسے لوگوں کی یہود، اور نصاریٰ سے مشابہت بالاعتقاد۔ مشابہت بالقول، مشابہت بالافعال، مشابہت بالعادات بدرجۂ اتم ہوگئی ہے۔ لہذا ان کے کفر میں کوئی شبہہ نہیں ہے۔

مقدار لحیہ

پہلے اعفاء لحیہ کا حکم بیان کیا گیا ہے کہ یہ واجب ہے اور اس کا منڈانا اور کٹانا حرام ہے کیونکہ داڑھی کے چھوڑنے اور لمبی کرنے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہ میں جتنی حدیثیں وارد ہیں ان میں اکثر صیغے امر کے آئے ہیں اور امر کا حقیقی معنی وجوب کا ہونا مسلّم ہے۔ پس واجب کا ترک حرام ہے۔ چنانچہ نورالانوار ص۲۹ میں ہے:۔

لِاَنَّ الْوُجُوْبَ هُوَ جَوَازُ الْفِعْلِ مَعَ حُرْمَةِ التَّرْكِ

کہ وجوب کہتے ہیں جوازِ فعل مع حرمتِ ترک کو

اس سے ثابت ہوا کہ ڈاڑھی منڈانے اور کترانے والے سب گنہگار ہیں۔ یہ مذہب حق ہے۔ اب اس کے خلاف حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ مشت بھر ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے باقی کٹانا واجب ہے۔ چنانچہ صاحب "نہایہ" لکھتے ہیں:۔

اَللِّحْيَةُ عِنْدَنَا طُوْلُهَا بِقَدْرِ الْقَبْضَةِ وَمَا زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ يَجِبُ قَطْعُهُ هٰكَذَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَاْخُذُ مِنَ اللِّحْيَةِ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا

یعنی ڈاڑھی بڑھانا ہمارے (حنفیہ) نزدیک ایک مشت کی مقدار تک ہے اور جو اس سے زائد ہو اس کا کٹانا واجب ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ ڈاڑھی کو طول وعرض سے لے لیا کرتے تھے۔

فتاویٰ عالمگیری جس کو پانچ سو حنفی علماء نے بادشاہ عالمگیر کے وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مرتب کیا تھا اس میں ہے:

وَالْقَصُّ سُنَّةٌ فِيْهَا وَهُوَ اَنْ يَّقْبِضَ الرَّجُلُ لِحْيَتَهٗ فَاِنْ زَادَ مِنْهَا عَلٰى قَبْضَةٍ قَطَعَهٗ كَذَا ذُكِرَ فِيْ كِتَابِ الْاٰثَارِ عَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ

یعنی ڈاڑھی کٹانا مسنون ہے اور اس کا اندازہ یہ ہے کہ مرد اپنی ڈاڑھی کو مٹھی سے پکڑ لے۔ پس اگر مٹھی سے زائد ہو تو اس کو کتر دے۔

امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں امام ابوحنیفہؒ سے اسی طرح نقل کیا ہے اور دیگر کتبِ فقہ میں بھی اسی طرح ہے۔ اسی مذہب کو ترقی دے کر بعض لوگ کٹاتے کٹاتے منڈانے لگے اور بعض ایک دو اِنچ اور بعض فرنچ فیشن دمدار ڈاڑھی رکھنے لگے اور بعض نے برائے نام چند بال رہنے دیئے اور بعض نے ذرہ ذرہ سے بال رکھ کر باقی کے اڑا دیئے اور دلیل سب کے پاس یہی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ڈاڑھی کے طول و عرض سے لے لیا کرتے تھے۔

چونکہ حدیث میں کسی مقدار کا ذکر نہ تھا اس لیے ہر شخص حسبِ خواہشِ نفسانی ڈاڑھی کو طول و عرض سے کاٹنے لگا اور یہ وبا عام دنیا میں پھیل گئی۔ چونکہ حنفی مذہب کی اکثریت تھی اس لیے ڈاڑھی منڈوں کی دنیا میں اکثریت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگئی۔ جس طرح خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ بدل لیتا ہے اس طرح ایک انسان بھی دوسرے انسان کی عادت قبول کر لیتا ہے۔ پس ہمارے اہل حدیث بھائی بھی حنفیت سے متاثر ہوکر اسی رنگ میں رنگین ہوگئے۔ چنانچہ اکثر اہل حدیث ڈاڑھی کٹانے لگے اور ثبوت میں اسی حدیث کا سہارا لینے لگے جس کو متقلدین حنفیہ نے معرض استدلال میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ ہمارے علماء اہل حدیث یہ خوب جانتے ہیں کہ یہ "اخذ طول وعرض" کی حدیث ترمذی میں موجود ہے اور بالکل مردود ہے، اس سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ متقلدین حنفیہ استدلال کریں تو کریں کیونکہ ان کا مذہب ضعیف ہے، ان کے مسائل بھی ضعیف ہیں اور مسائل اختلافیہ میں ان کے تمام دلائل بھی سراسر ضعیف ہیں۔ جب ان کے مذہب کی بنیاد ہی ضعیف چیزوں پر ہے اور وہ اعتقاداً و عملاً بھی بالکل ضعیف ہیں اور ان کی کتب فقہ صحاح ستہ کے مقابلہ میں بالکل ضعیف ہیں تو ہمارے اہل حدیث علماء نے ان ضعیفوں کا مذہب کیوں اختیار کیا؟

کیا ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ صحیحین کی روایت جو اعلیٰ درجہ کی صحیح اور قطعی الثبوت ہے اس میں علی الاطلاق یہ حکم وارد ہے کہ اَعْفُوْا، اَوْفِرُوْا اَرْخُوْا کہ ڈاڑھی بڑھاؤ، اسے اپنے حال پر چھوڑ دو اور اس سے کچھ تعرض نہ کرو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث صحیح میں کوئی قید، حد اور مقدار مذکور نہیں ہے اور یہ طبقہ اولیٰ کی کتابوں میں وارد ہے جو سب کتابوں سے ارجح ہیں۔ لہذا یہ بھی باقی سب حدیثوں سے ارجح ہوئی۔ پھر یہ روایت ترمذی "صحیح" نہیں بلکہ ضعیف ہے۔ پھر اس سے استدلال کر کے حنفی مذہب کا رنگ اختیار کرنا اہل حدیث کی شان سے بالکل بعید ہے۔ خواہش نفسانی سے زمانہ کی رنگت سے بالاتر ہو کر اگر اس مسئلہ پر غور کریں گے تو آپ حضرات کو یہ مسئلہ خوب واضح ہو جائے گا اور اپنی غلطی کا ضرور احساس ہوگا۔

روایتِ ترمذی پر بحث

ترمذی کی وہ روایت جس سے بعض لوگ ڈاڑھی کترانے پر استدلال کرتے ہیں۔ باسنادہٖ یوں ہے :-

حَدَّثَنَا هَنَّادٌ نَا عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهٖ مِنْ عَرْضِهَا وَطُوْلِهَا هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ

یعنی عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ڈاڑھی کے عرض اور طول سے بال لے لیا کرتے تھے۔

کسی روایت کے صحیح ہونے کا دار و مدار راویوں پر ہوتا ہے۔ اگر راوی ...ل، حافظ اور ثقہ ہوں اور ان میں کوئی نقص اور عیب ظاہر نہ ہو تو وہ روایت ...مجھی جاتی ہے اور اگر ان میں کوئی جرح ثابت ہو جائے تو وہ حدیث مخدوش ...ر پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے۔

چنانچہ یہ روایت اسی قبیل سے ہے

اوّل اس پر جرح یہ ہے کہ یہ حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی ہے ...تلف فیہ ہے۔ اس کی حجیت میں محدثین مختلف ہیں۔ چنانچہ نیل الاوطار ...ا صفحہ ۱۱ میں ہے:

وَفِي رِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَقَالٌ مَعْرُوفٌ عِنْدَ الْمُحَدِّثِيْنَ

یعنی روایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں محدثین کی گفتگو مشہور ہے۔ بعض اس کو ضعیف کہتے ہیں اور بعض حجت کے قابل سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امام ابن حبان اس کو منقطع قرار دیتے ہیں ...ی میں یہ لکھا ہے:

قَالَ أَبُوْ عِيْسٰى وَمَنْ تَكَلَّمَ فِيْ حَدِيْثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا ضَعَّفَهُ لِأَنَّهُ يُحَدِّثُ مِنْ صَحِيفَةِ جَدِّهِ كَأَنَّهُمْ رَأَوْا أَنَّهُ لَمْ يَسْمَعْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثَ مِنْ جَدِّهِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَذُكِرَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ أَنَّهُ قَالَ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عِنْدَنَا وَاهٍ

یعنی امام ترمذی نے کہا ہے کہ جو لوگ عمرو بن شعیب میں کلام کرتے ہیں وہ اس وجہ سے اس کو ضعیف کہتے ہیں کہ وہ اپنے دادا کے صحیفہ سے روایت کرتا ہے۔ ان محدّثین کا یہ خیال ہے کہ اس نے اپنے دادا سے ان حدیثوں کو نہیں سنا ہے چنانچہ امام علی بن مدینی نے یحییٰ بن سعید سے ذکر کیا ہے کہ امام یحییٰ نے فرمایا کہ عمرو بن شعیب کی حدیث ہمارے نزدیک ہے

بعض محدّثین عمرو بن شعیب کی حدیث کو صحیح بھی کہتے ہیں۔ لہذا یہ حدیث مختلف فیہ ثابت ہوئی، اور احادیث اعفاء اللحیہ اصح الاحادیث ہیں کیونکہ وہ طبقہ اولیٰ کی ہیں جن کو شہرت اور تلقی بالقبول کی وجہ سے درجہ علیا حاصل ہے۔ پس طبقہ ثانیہ کی یہ مختلف فیہ روایت اصح حدیثوں کی معارض نہیں ہو سکتی اور نہ عدم تساوی کی وجہ سے ان مطلق حدیثوں کی مقید بن سکتی ہے لہذا یہ متروک العمل ہوگی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ عمرو بن شعیب کی روایت کی حجیت میں اگرچہ محدثین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف ہیں مگر اکثر محدثین کے نزدیک ان کی روایت حجت ہے جب کہ اس کے سوا دیگر رُواۃ قابلِ احتجاج ہوں۔ یہ قول فیصل اور اصح الاقوال ہے چنانچہ عون المعبود جلد ا ص۵ میں ہے :۔

وَ فِی شَرْحِ اَلْفِیَّۃِ الْعِرَاقِیِّ لِلْمُصَنِّفِ وَ قَدِ اخْتُلِفَ فِی الْاِحْتِجَاجِ بِرِوَایَۃِ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ وَاَصَحُّ الْاَقْوَالِ اِنَّہَا حُجَّۃٌ مُطْلَقًا اِذَا صَحَّ السَّنَدُ اِلَیْہِ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ وَ ھُوَ قَوْلُ اَکْثَرِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ

یعنی عمرو بن شعیب کی روایت کے حجت ہونے میں محدثین کا اختلاف ہے۔ اصح قول یہ ہے کہ وہ مطلق حجّت ہے جبکہ اس کے سوا باقی سند صحیح ہو۔ اکثر اہل حدیث کا یہی قول ہے۔

میں کہتا ہوں یہ اس وقت حجّت ہے جبکہ اس کے معارض کوئی دوسری صحیح روایت نہ ہو۔ جب صحیح بلکہ اصح الکتب بخاری کی روایت اس کے معارض ہو تو پھر اُسی کو ترجیح دی جائے گی۔ سلعۃ النظر فی توضیح شرح النخبہ ص۱۸ میں ہے کہ :۔

"صحیحین کی مقبولیت پر علماء کا اتفاق ہے........ حدیث متفق علیہ حدیث مختلف فیہ سے ضرور ارجح ہوگی اور اختلاف کی صورت میں حدیث بخاری حدیث مسلم سے ارجح ہوگی"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ص ۱۹ پر لکھا ہے کہ:۔

"شرائطِ صحت میں صحیح بخاری اتو لے واکمل ہے کہ جب دو قسم میں تعارض ہوگا (صحیح لذاتہ اور صحیح لغیرہ میں) تو اعلیٰ کو ادنیٰ پر ترجیح دی جائے گی" علیٰ ہذا القیاس

یہ اصول محدثین کا اس وقت ہے جس وقت صحیح حدیثوں کا باہم تعارض ہو یعنی اس حال میں صحیحین کی روایتوں کو باقی کتابوں کی صحیح روایتوں پر ترجیح حاصل ہے اور صحیح لذاتہ صحیح لغیرہ سے ارجح ہے۔ لیکن جب صحیحین کی حدیثوں کے معارض کوئی مختلف فیہ روایت یا ضعیف روایت آجائے تو وہ بالکل کالعدم اور لاشئے ہے کیونکہ اصولاً صحیح حدیث کے مقابلہ اور معارضہ میں ضعیف حدیث یا مختلف فیہ روایت بالکل مردود اور متروک ہے۔ اور صحیحین کی حدیثوں کے مخالف کسی ضعیف یا مختلف فیہ روایت کا آجانا تو ہاتھی سے چیونٹی کے مقابلہ کے مترادف ہے۔

دیگر جواب یہ ہے کہ محدثین کے اس اصح الاقوال میں یہ قید مذکور ہے کہ عمرو بن شعیب کی حدیث اس وقت حجت ہوگی جبکہ اس کی باقی سند صحیح ہو۔ اگر باقی سند صحیح نہ ہوئی تو پھر یہ بالاتفاق مردود ہوگی۔ چنانچہ اس حدیث کی سند کا بھی یہی حال ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں عمر بن ہارون بن یزید ثقفی وارد ہے جو متروک، کذاب اور خبیث ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ تقریب التہذیب میں ہے:۔

عُمَرُ بْنُ هَارُوْنَ بْنِ يَزِيْدَ الثَّقَفِيُّ مَوْلَاهُمُ الْبَلْخِيُّ مَتْرُوْكٌ وَكَانَ حَافِظًا ـــــــ کہ عمر بن ہارون متروک ہیں"۔

شیخ الاسلام امام ذہبیؒ جو نقد رجال میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں:۔

قَالَ ابْنُ مَهْدِيٍّ وَأَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ إِنَّهُ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ يَحْيٰى كَذَّابٌ خَبِيْثٌ وَقَالَ أَبُوْ دَاوٗدَ غَيْرُ ثِقَةٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ جِدًّا وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ ضَعِيْفٌ جِدًّا وَقَالَ صَالِحٌ جَزَرَةُ كَذَّابٌ وَقَالَ الزَّكَرِيَّا السَّاجِيُّ فِيْهِ ضُعْفٌ وَقَالَ أَبُوْ عَلِيِّ النَّيْسَا بُوْرِيُّ مَتْرُوْكٌ

یعنی ابن مہدیؒ اور احمدؒ اور نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی (عمر بن ہارون) متروک الحدیث ہے اور یحییٰؒ نے کہا کہ یہ کذاب خبیث ہے اور ابو داؤدؒ نے کہا کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور دارقطنیؒ نے کہا کہ بڑا ضعیف ہے اور ابن مدینیؒ نے بھی کہا ہے کہ نہایت ہی ضعیف ہے اور صالحؒ نے کہا کہ بڑا جھوٹا ہے اور زکریا ساجیؒ نے کہا کہ اس میں ضعف ہے اور ابو علی نیشاپوریؒ نے کہا کہ وہ متروک ہے۔

اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تَرَکَہٗ جَمَاعَۃٌ"
"قَدْ ضَعَّفَ عُمَرَ بْنَ هَارُوْنَ مُطْلَقًا جَمَاعَةٌ"

کہ عمر بن ہارون کو محدثین کی ایک جماعت نے مطلقاً ضعیف کہا ہے۔

تہذیب التہذیب جلد ۷ ص۵۰۱ میں ہے کہ :-

"یحییٰ بن سعید نے کہا ہے کہ لوگوں نے اس سے ایک بڑی کتاب لکھی وَ تَرَکُوْا حَدِیْثَہٗ (اور پھر اس کی حدیث کو چھوڑ دیا)

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ :-

"یحییٰ بن معین نے عمر بن ہارون میں کلام کی ہے"

ابن جنید رازی نے کہا کہ :-

"میں نے امام یحییٰ بن معین سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عمر بن ہارون کذاب ہے۔ مکہ میں آیا تو جعفر بن محمد سے حدیث بیان کرنے لگا حالانکہ وہ فوت ہو چکا تھا"

ابن ابی حاتم نے کہا کہ :-

"میں نے اپنے باپ ابوحاتم سے عمر کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے اس میں کلام کی"

ابن مہدی نے کہا کہ :-

"میرے نزدیک تو عمر ایک دھیلہ کا نہیں ہے۔ ایک بار مکہ"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آیا تو اس نے حدیثیں بیان کیں۔ جب دوبارہ آیا تو وہی حدیثیں ابن عباسؓ سے بیان کرنے لگا فَتَرَكَ حَدِيْثَهٗ پس اس کی حدیث چھوڑ دی گئی"

حسین بن حیان بیان کرتے ہیں کہ:۔

"ابو زکریا نے کہا کہ عمر بن ہارون بڑا جھوٹا ہے اور ایسا خبیث ہے کہ اس کی حدیث کسی کام کی نہیں ہے۔ میں نے اس سے ایک بار حدیث لکھی اور رات اس کے گھر رہا۔ جب ہم اس کے ہمراہ نہردان گئے تو ہمیں اس کی حقیقت کا انکشاف ہوا۔ پھر میں نے اس کی تمام بیان کردہ حدیث جلا دی اور ایک کلمہ بھی پاس نہ رکھا"

ابن معین اور ابوداؤد نے کہا کہ:۔

"عمر ثقہ نہیں ہے"

ابن ابی خیثمہ وغیرہ کہتے ہیں کہ:

"ابن معین نے کہا کہ "لَيْسَ بِشَيْءٍ" (عمر کوئی چیز نہیں ہے)"

ابو زرعہ نے کہا کہ:۔

"ابراہیم بن موسےٰ سے کہا گیا کہ آپ عمر سے حدیث کیوں نہیں روایت کرتے تو انہوں نے کہا کہ لوگوں نے اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث ترک کر دی ہے "

نسائی اور صالح بن محمد اور ابو علی حافظ نے کہا کہ:۔

"وہ متروک الحدیث ہے "

اور عجلی نے کہا کہ:۔

"عمر بن ھارون ضعیف ہے "

اسی طرح دیگر کتبِ اسماء الرجال میں ہے۔

پس عمرو بن شعیب کی روایت ایک تو طبقۂ ثانیہ کی ہے جو طبقۂ علیا کے مقابلہ میں کم تر اور مرجوح ہے۔

دوم عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی روایت مختلف فیہ ہے جو احادیثِ صحیحہ قطعیہ کا معارضہ نہیں کر سکتی۔

سوم اس حدیث کی سند نہایت درجہ ضعیف ہے جس میں عمر بن ہارون ثقفی راوی ضعیف، کذاب، خبیث اور متروک الحدیث وارد ہے جس کی روایت مردود ہے۔

لہٰذا کسی طرح بھی یہ حدیث حجت نہیں ہے۔ خصوصاً بخاری و مسلم کی روایتوں کے مقابلہ میں اس کو پیش کرنا عالم بالحدیث کی شان کے ہی خلاف ہے۔ کیونکہ جب بعض ائمہ جارحین نے عمر بن ہارون کو کذاب کہا ہے تو یہ حدیث کس طرح قابل قبول ہو سکتی ہے؟ قَالَ ثَعْلَبُ کُلٌّ کَذَّابٍ دَجَّالٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے مقلدینِ حنفیہ پر تو افسوس نہیں ہے کہ وہ اس مردود حدیث سے وجوب کیوں ثابت کرتے ہیں، کیونکہ وہ علمِ حدیث سے بالکل لاپرواہ رہتے ہیں۔ ان کے ائمہ بھی قلیل الحدیث، یتیم فی الحدیث اور ضعیف الحدیث ہوتے ہیں اور ان کی کتب فقہ میں بھی ضعیف روایتیں بلکہ موضوع روایتیں بھری ہوئی ہیں گویا کہ تمام مذہب کی بنیاد ہی ضعیف ہے۔ محدثین میں ان کا شمار نہیں ہے۔ مجھے تو زیادہ تعجب ان علماءِ اہلِ حدیث پر ہے جو ایسی بیہودہ روایتوں سے استدلال کرتے ہیں۔ چنانچہ

مولوی محمّد علی لکھویؒ

نے الاعتصام جلد ۴ صفحہ ۳ مطبوعہ ۲۰ ذلیقعدہ ۱۳۷۱ھ میں ڈاڑھی کی مقدار پر اس ضعیف الاسناد حدیث سے استدلال کیا ہے کہ:۔

"امام ترمذیؒ نے اس کو ضعیف نہیں کہا بلکہ جس راوی پر تحفہ وغیرہ نے ضعف کا حکم لگایا ہے وہ محض تحکم ہے۔ خود امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین اور تقویت بیان کی اور اس کی تقویت میں امام بخاریؒ کا قول بیان کیا ہے کہ عمر بن ہارون "مقارب الحدیث ہے۔"

میں کہتا ہوں کہ مجھے مولانا کے اس غلط خیال پر بہت تعجب ہے کہ مولانا

لہ اب چونکہ اخبارِ متواترہ کے منکر ہیں لہٰذا نہ صرف علماءِ اہلِ حدیث سے خارج ہیں بلکہ کفر کی حالت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ رجوعؒ کی توفیق عنایت فرمائے۔ (از حصاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے محدّث کامل فاضلِ اجل علامہ مبارکپوریؒ کے فیصلہ کو کیسے تحکم قرار دیا؟ حالانکہ ان کی ذات والا صفات ایسے تحکم سے بالکل بَری ہے اور ان کی علمی شخصیّت اور حدیث دانی پر علماءِ اہل حدیث کو بڑا فخر ہے اور پھر فیصلہ ان کا بالکل صحیح اور حق ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

چنانچہ فقیہِ کبیر، محدّثِ شہیر رحمہ اللہ تعالیٰ تحفۃ الاحوذی میں فرماتے ہیں کہ :-

وَهُوَ حَدِيثٌ ضَعِيفٌ لِأَنَّ مَدَارَهُ عَلَى عُمَرَ بْنِ هَارُونَ وَهُوَ مَتْرُوكٌ

کہ عمرو بن شعیب کی روایت ضعیف ہے کیونکہ اس کا دارو مدار عمر بن ہارون پر ہے اور وہ متروک ہے۔

اب غور فرمایئے کہ اس میں کیا تحکم ہے؟ میں نے چودہ پندرہ محدثین جارحین سے عمرؔ مذکور کا ضعیف ہونا ثابت کر دیا ہے۔

"قانون الموضوعات والضعفاء، ص۲۸۲ میں ہے:-

"عُمَرُ بْنُ هَارُونَ كَذَّابٌ تَرَكَهُ جَمَاعَةٌ وَكَذَّبَهُ ابْنُ مُعِيْنٍ"

جب جمہور محدّثین نے اس کو ضعیف کہا ہے تو ایک امام بخاریؒ کے مقارب الحدیث کہنے سے یہ حدیث کیسے حسن یا صحیح ہو سکتی ہے حالانکہ:-

اَلْجَرْحُ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّعْدِيْلِ (جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے)"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اصول مسلّم ہے۔

اگر اکابر محدّثین کے مقابلہ میں جن میں امام بخاریؒ کے اساتذہ بھی شامل ہیں، امام بخاری کا قول لے کر اس ضعیف حدیث کو حسن بنایا جائے گا تو یہ صریح تقلید شخصی ہوگی جو حرام ہے کیونکہ ترجیح مرجوح ہی کا نام تقلید ہے۔ فتذکّر

پھر مولانا مدنی کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں ہے کہ امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین بیان کی ہے بلکہ اس حدیث کو "غریب" کہہ کر امام ترمذیؒ نے اس کا ضعف ثابت کیا ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے:۔

لَا اَعْرِفُ لَهٗ حَدِيْثًا لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ اَوْ قَالَ يَنْفَرِدُ بِهٖ اِلَّا هٰذَا الْحَدِيْثَ ـــــــــ

کہ میں نے عمر بن ہارون کی کوئی ایسی حدیث معلوم نہیں کی، جس کا کوئی اصل نہ ہو لیکن یہ حدیث (اخذ لحیہ والی) ایسی ہے کہ اس کا کوئی اصل نہیں ہے یعنی منکر ہے۔

چنانچہ یہی مطلب تحفۃ الاحوذی میں فتح الباری سے نقل کیا گیا ہے۔

"قَالَ الْحَافِظُ فِي الْفَتْحِ بَعْدَ ذِكْرِ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَنُقِلَ عَنِ الْبُخَارِيِّ اَنَّهٗ قَالَ فِيْ رِوَايَةِ عُمَرَ بْنِ هَارُوْنَ لَا اَعْلَمُ لَهٗ حَدِيْثًا مُنْكَرًا اِلَّا هٰذَا"

پس یہ حدیث (اخذ لحیہ والی) امام بخاریؒ کے نزدیک منکر اور بے اصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اب بتلایئے امام ترمذیؒ نے اس کی تحسین کی ہے یا تضعیف؟ اسی طرح وکیع کا قول نقل کرنے سے بھی ضعف ظاہر ہے۔ کیونکہ اس روایت میں نصب منجنیق کا ذکر ہے جو ضعیف ہے۔ تحفۃ الاحوذی میں ہے:۔

قَالَ الْاَوْزَاعِیُّ فَقُلْتُ لِیَحْیٰی اَبَلَغَكَ اَنَّهٗ رَمَاهُمْ بِالْمَجَانِیْقِ فَاَنْكَرَ ذَالِكَ وَقَالَ مَا نَعْرِفُ مَا هٰذَا

یعنی امام اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے یحیی بن کثیر سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو اس کا کوئی ثبوت پہنچا ہے کہ اہل طائف کا جب محاصرہ کیا گیا تھا تو ان کو منجنیق چلائی گئی تھی تو یحیٰے بن کثیر نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ ہم تو اس کو جانتے ہی نہیں کہ یہ کیا بلا ہے؟

اس سے بھی یہ ظاہر ہوا کہ یہ عمر بن ہارون کا کذب ہے اور یہ روایت بھی ضعیف ہے۔ یہی مطلب وکیع کا تھا کہ "یہ راوی منکر روایت بیان کرتا ہے اور یہی مطلب امام ترمذیؒ کا ہے کہ اس کی روایت منکر ہے۔ اسی وجہ سے امام ترمذیؒ نے پہلے بَابُ مَا جَاءَ فِی الْاَخْذِ مِنَ اللِّحْیَةِ منعقد کیا جس کے فقہاء کو فہ قائل تھے پھر اس کے تحت حدیث عمر ذکر کر کے اس کا بے اصل ہونا واضح کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اس حدیث سے اخذ لحیہ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے بعد بَابُ اِعْفَاءِ اللِّحْیَةِ منعقد کر کے حدیث اعفاء کو ذکر کیا جو صحیح ہے۔ اس سے یہ ظاہر کر دیا کہ مذہب اعفاء اللحیہ حق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے لہٰذا اس پر عمل درآمد رکھنا چاہیئے۔
اب علامہ مبارکپوری کا فیصلہ پڑھیئے کہ آپ نے اس بحث کے آخر میں فرمایا ہے :۔

قُلْتُ لَوْ ثَبَتَ حَدِيْثُ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ الْمَذْكُوْرُ فِي الْبَابِ الْمُتَقَدِّمِ لَكَانَ قَوْلُ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَ عَطَاءٍ اَحْسَنَ الْاَقْوَالِ وَاَعْدَلِهَا لٰكِنَّهٗ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ لَا يَصْلُحُ لِلْاِحْتِجَاجِ بِهٖ

یعنی اگر عمرو بن شعیب کی حدیث ثابت ہو جاتی تو حسن بصری وغیرہ کا قول بہت اچھا اور انصاف والا تھا۔ لیکن وہ حدیث ضعیف ہے جو لائق استدلال نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ حدیث حسن ثابت ہو جاتی تو بھی حنفیہ وغیرہ کا دعوے مقدارِ قبضہ اس سے ثابت نہ ہوتا کیونکہ اس میں قبضہ کا ذکر نہیں ہے صرف عرض اور طول سے اس قدر بال لینے بھی مراد ہو سکتے ہیں جس سے ڈاڑھی کی صورت خوشنما ہو جائے اور افراطِ لحیہ سے بدنمائی ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ اگر ڈاڑھی حد اعتدال سے بڑھ کر زیادہ (ناف تک) ہی لمبی ہو جائے تو لوگ اس کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عطاء اور حسن کا قول ہے :۔

"اِنَّهٗ يُؤْخَذُ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا مَالَمْ يُفْحِشْ وَعَنْ عَطَاءٍ نَحْوَهٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر وجہ بیان کی :۔

قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَوْ تَرَكَ لِحْيَتَهُ لَا يَتَعَرَّضُ لَهَا حَتّٰى اَفْحَشَ طُوْلُهَا وَعَرْضُهَا لَعَرَضَ نَفْسَهُ لِمَنْ يَسْخَرُ بِهِ

یعنی اگر آدمی اپنی ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ دے اور اس سے کچھ تعرض نہ کرے تو طول وعرض میں بدصورتی نمایاں ہو جاتی ہے اور ایسا شخص اپنے آپ کو ٹھٹھے بازوں کے لیے نشانہ بنالیتا ہے ۔

اس واسطے قاضی عیاض نے کہا :۔

اَمَّا الْاَخْذُ مِنْ طُوْلِهَا وَعَرْضِهَا اِذَا عَظُمَتْ فَحَسَنٌ

یعنی جب ڈاڑھی زیادہ بڑھ جائے تو طول وعرض سے بال لے لینے اچھے ہیں ۔

بہرکیف اگر عمرو بن شعیب کی حدیث حسن ثابت ہو جائے تو پھر اس کا مذکورہ مطلب ہی صحیح ہوگا کیوں کہ اس صورت میں تطبیق دی جا سکتی ہے کہ بحالتِ اعفار اگر کوئی بال زیادہ ہی بڑھ جائے تو اس کو دوسروں کے برابر کر لیا جائے اور ڈاڑھی کو حد اعتدال سے زیادہ نہ بڑھنے دیا جائے ۔ اس سے اعفار کے اطلاق وعموم میں کوئی فرق نہیں آ سکتا ، کیونکہ مطلق امر بالعادۃ سے مقید ہوتا ہے اور نادر صورت کو عموم شامل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوا کرتا۔ چنانچہ نیل الاوطار جلد ۱ ص ۱۲۳ میں ہے:۔

وَالْمُطْلَقُ مُنْتَبَۃٌ بِالْعَادَۃِ کَمَا عُرِفَ فِی الْاُصُوْلِ وَالْعُمُوْمُ لَا یَشْمَلُ النَّادِرَ

اور اگر عمرو بن شعیب کی حدیث کا ضعف ثابت ہو جائے جیسا کہ ہم نے ثابت کیا ہے تو پھر حق مذہب یہ ہے:۔

تَرْکُ اللِّحْیَۃِ عَلٰی حَالِہَا وَاَنْ لَّا یَتَعَرَّضَ لَہَا بِتَقْصِیْرِ شَیْءٍ اَصْلًا

کہ ڈاڑھی کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے اور اس سے بالکل تعرض نہ کرنا چاہیے۔

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث (عمر بن ہارون والی) کے ضعف پر ایک اور ثبوت یہ ہے کہ دیگر احادیث سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کا جو حلیہ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ مسلم شریف میں ہے:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثِیْرُ شَعْرِ اللِّحْیَۃِ

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے بال بہت گھنے تھے۔

اور شمائل ترمذی میں ہے:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَثُّ اللِّحْیَۃِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گنجان اور گھنی ڈاڑھی والے تھے۔

وَرَوَی الْبَیْہَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ مِنْ حَدِیْثِ عَلِیٍّ کَانَ عَظِیْمَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَظِیْمُ اللِّحْیَۃِ

کہ بیہقی نے دلائل میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی ڈاڑھی والے تھے۔ (نیل الاوطار جلد ا ۱۴۸)

ابن عساکر کی روایت یوں ہے:۔

کَانَتْ لِحْیَتُہٗ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ ھٰھُنَا اِلٰی ھٰھُنَا وَاَمَرَّ یَدَیْہِ عَلٰی عَارِضَیْھَا

یعنی حضرت انسؓ نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی یہاں سے یہاں تک پھیلی ہوئی تھی۔ پھر اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر سمجھایا۔

اور شم الطیب میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:۔

کَانَتِ اللِّحْیَۃُ تَمْلَأُ صَدْرَہٗ

کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی گنجان تھی جو سینہ کو بھرے ہوئے تھی۔

ابو معمر نے جنابؓ سے دریافت کیا کہ تم ظہر اور عصر کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت کس طرح پہچانتے تھے تو انہوں نے جواب دیا:۔

بِاضْطِرَابِ لِحْیَتِہٖ (بخاری) آپ کی ڈاڑھی کی حرکت سے

— اضطراب اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ڈاڑھی دراز ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس ان تمام احادیث کا خلاصہ یہ ہوا کہ :-

* آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی کے بال بہت زیادہ تھے ۔
* آپؐ کی ڈاڑھی گنجان اور گھنی تھی نیز سینہ اور رخساروں تک پھیلی ہوئی تھی اور قراءت پڑھتے وقت ہلتی تھی ۔

اس تصریح سے عمرو بن شعیب کی روایت کا بطلان ظاہر ہے کیونکہ اگر آپؐ طول وعرض سے بال کاٹتے اور تراش کر ایک مٹھی برابر رکھتے تو اس سے نہ تو آپ کی ڈاڑھی رخساروں تک پھیلی ہوتی اور نہ ہی سینہ کو پُر کرتی اور نہ ہی اس میں ایسا اضطراب ہوتا جو مقتدیوں پر اچھی طرح نمایاں ہو جاتا ۔

پس ثابت ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمان پر خود عمل کرتے ہوئے ڈاڑھی کو بڑھایا حتیٰ کہ وہ سینہ اور رخساروں تک پھیل گئی اور اس سے آپؐ کی جلالتِ شان ظاہر ہوتی

جیسا کہ امام ابویوسفؒ فرماتے ہیں :-

مَنْ عَظُمَتْ لِحْيَتُهُ جَلَّتْ مَعْرِفَتُهُ (کامل الصناعة ص۷۹)

جس کی ڈاڑھی لمبی ہو اس کی قدر بھی زیادہ ہوتی ہے ۔

حدیثِ ترمذی کے ضعیف ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کے خلاف ایک دوسری صریح قولی حدیث ہے جس کو خطیب بغدادی نے یوں روایت کیا ہے :-

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا یَاْخُذَنَّ اَحَدُکُمْ مِنْ طُوْلِ لِحْیَتِہٖ

کہ تم میں سے کوئی اپنی ڈاڑھی کے عرض سے کوئی بال نہ پکڑے۔

اس روایت کی مؤیدات احادیث صحیحہ اعفاء ہیں جو سب قولی ہیں اور فعلی پر مقدم ہیں۔ چنانچہ شرح نووی بر صحیح مسلم جلد ا صفحہ ۱۵۳ میں ہے:۔

اِنَّہٗ تَعَارُضُ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ وَالصَّحِیْحُ حِیْنَئِذٍ عِنْدَ الْاُصُوْلِیِّیْنَ تَرْجِیْحُ الْقَوْلِ لِاَنَّہٗ یَتَعَدّٰی اِلَی الْغَیْرِ وَالْفِعْلُ قَدْ یَکُوْنُ مَقْصُوْرًا عَلَیْہِ

یعنی قولی و فعلی حدیثوں میں تعارض ہو جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ قولی حدیث کو ترجیح ہے کیونکہ وہ غیر کی طرف متعدی ہے اور فعلی کبھی اپنے فاعل ہی پر بند رہ جاتی ہے۔

نیل الاوطار جلد ۳ صفحہ ۵۸ میں ہے:۔

قَدْ تَقَرَّرَ فِی الْاُصُوْلِ اِنَّ فِعْلَہٗ (صلی اللہ علیہ وسلم) لَا یُعَارِضُ الْقَوْلَ الْخَاصَّ بِنَا

یعنی یہ اصول طے ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل، آپؐ کے اس قول کے معارض نہ ہو گا جو خاص امت کے لیے صادر ہوا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ حدیث ترمذی کسی صورت بھی حجت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ہم تسلیم بھی کرلیں کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن یا صحیح کہا ہے، تو بھی ترمذی کی تحسین وتصحیح قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ محمد بشیر سہسوانی رحمہ اللہ نے صیانۃ الانسان ص۹۵ سے ص۱۱۲ تک اس پر بڑی بحث کی ہے اور ص۹۵ پر فرماتے ہیں:

إِنَّ التِّرْمِذِيَّ مُتَسَاهِلٌ فِي التَّصْحِيحِ وَالتَّحْسِينِ وَلِذَا لَمْ يَعْتَمِدِ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ فِي هٰذَا الْبَابِ وَرَدُّوْا عَلٰى تَصْحِيحِهِ وَتَحْسِينِهِ

کہ امام ترمذیؒ اس حدیث کی تصحیح وتحسین میں متساہل ہیں۔ علماء نے ان پر اعتماد نہیں کیا اور جابجا ان کی تحسین وتصحیح کو رد کر دیا ہے۔

امام بخاریؒ البتہ اعلیٰ درجہ رکھتے ہیں لیکن جمہور محدثین کے مقابلہ میں وہ اکیلے حجت نہیں ہوسکتے۔ نیز وہ خود اس حدیث کو منکر اور بے اصل قرار دے چکے ہیں۔

پھر مولانا گنگوہی ثم مدنی مدظلہ نے تعاملِ صحابہؓ پیش فرمایا ہے کہ وہ اس ضعیف حدیث کو تقویت دیتا ہے۔ اس کا جواب مولانا محدث مبارکپوری نے یہ دیا ہے:

وَأَمَّا قَوْلُ مَنْ قَالَ إِنَّهُ إِذَا زَادَ عَلَى الْقَبْضَةِ يُؤْخَذُ الزَّائِدُ وَاسْتَدَلَّ بِآثَارِ ابْنِ عُمَرَ وَعُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَهُوَ ضَعِيفٌ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِاَنَّ اَحَادِيْثَ الْاِعْفَاءِ الْمَرْفُوْعَةَ الصَّحِيْحَةَ تَنْفِيْ هٰذِهِ الْاٰثَارَ فَهٰذِهِ الْاٰثَارُ لَا تَصْلُحُ لِلْاِسْتِدْلَالِ بِهَا مَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثِ الْمَرْفُوْعَةِ الصَّحِيْحَةِ فَاَسْلَمُ الْاَقْوَالِ هُوَ قَوْلُ مَنْ قَالَ بِظَاهِرِ اَحَادِيْثِ الْاِعْفَاءِ وَكَرِهَ اَنْ يُّؤْخَذَ شَيْءٌ مِنْ طُوْلِ اللِّحْيَةِ وَعَرْضِهَا

یعنی مشت بھر ریش رکھنے کے دعویدار، آثار ابن عمر و عمر و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے جو استدلال کرتے ہیں، یہ بالکل کمزور ہے کیونکہ احادیثِ مرفوعہ صحیحہ کے ہوتے ہوئے ان اقوال سے استدلال کرنا لائق نہیں ہے۔ احادیث مرفوعہ اعفاء، ان اقوال کو رد کرتی ہیں۔ پس سلامتی والا مذہب ان لوگوں کا ہے جو احادیث اعفاء کے ظاہر کو لیتے ہوئے ڈاڑھی بڑھاتے ہیں اور طول و عرض سے لینا حرام کہتے ہیں۔ هذا مذهبنا و مذهب الجمهور المتقدمين

مولانا مرحوم و مغفور کا یہ فیصلہ بالکل صحیح اور حق ہے جس پر ہمارا ابھی صاد ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمارے فاضل استاد اس کو تحکم قرار دیتے ہیں جو صریح بے انصافی ہے۔

اب اس کی تفصیل سنیئے۔ شیخ محمد طاہر حنفی مجمع البحار اور تذکرۃ الموضوعات میں فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَوْقُوْفُ مَا رُوِیَ عَنِ الصَّحَابِیِّ مِنْ قَوْلٍ اَوْ فِعْلٍ مُتَّصِلٍ اَوْ مُنْقَطِعٍ هُوَ لَیْسَ بِحُجَّةٍ

کہ موقوف حدیث جو صحابی کا قول یا فعل متصل یا منقطع مروی ہو، حجت نہیں ہے۔

فتح القدیر جلد ۲ ص۲۶۴ میں ہے:

اِنَّ قَوْلَ الصَّحَابِیِّ حُجَّةٌ فَیَجِبُ تَقْلِیْدُهٗ عِنْدَنَا اِذَا لَمْ یَنْفِهٖ شَیْءٌ اٰخَرُ مِنَ السُّنَّةِ

ہمارے (حنفیہ) نزدیک قول صحابی اس وقت حجت اور قابلِ تقلید ہے جب کوئی مرفوع حدیث اس کی نفی نہ کرے۔

نیل الاوطار میں یہ جابجا لکھا ہے کہ "اقوالِ صحابہ حجّت نہیں ہیں"۔

خود صحابہ نے صحابہ کے اقوال کو حدیثِ مرفوع کے مقابلہ میں حجت نہیں سمجھا۔ چنانچہ ایک شخص نے ابن عمر سے سوال کیا کہ "موقف پر جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کر لوں" تو ابن عمر نے کہا کہ "ہاں کر لو"۔ اس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "موقف پر جانے سے پہلے طواف نہ کرو"۔ تب حضرت ابن عمرؓ نے حدیث پیش کی:

حَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَ الْمَوْقِفَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو موقف پر جانے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا۔

پھر کہا: ______________

فَیَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ تَاْخُذَ اَوْ یَقُوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ کُنْتَ صَادِقًا

یعنی اگر تو اپنے اسلام اور اتباعِ نبویؐ میں سچا ہے تو یہ بتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تجھے لینا زیادہ لائق ہے یا ابنِ عباس کا قول؟

کچھ شک نہیں کہ ایمان دار یہ جواب دے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب القبول ہے (مسلم)

دوسرا واقعہ ابن عمرؓ کا ترمذی میں ہے کہ ایک سائل نے حضرت ابن عمرؓ سے تمتع حج کے متعلق سوال کیا تو آپ نے جواز کا فتوے دیا۔ سائل نے کہا کہ آپ کا باپ (حضرت عمرؓ) تو اس سے منع کرتے تھے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا، بھلا یہ بتا کہ میرے باپ نے اس سے منع کیا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا ہے تو کیا میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی اتباع کی جائے گی؟ سائل نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کی جائے گی۔ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہؐ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حج تمتع کیا ہے۔

طحاوی حنفی جلد ا صفحہ ۴۲۱ میں ہے:۔

قَالَتْ عَائِشَۃُ فَسُنَّۃُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ اَنْ یُّؤْخَذَ مِنْ سُنَّۃِ عُمَرَ

یعنی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عمر کی سنت سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عمل کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

نیز طحاوی جلد ا صفحہ ۲۹۵ میں ہے کہ:۔

"عروہ نے عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ اے ابن عباس تو نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے کہا کہ اے عروہ! یہ کیسے؟ عروہ نے کہا کہ آپ لوگوں کو فتوے دیتے ہیں کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کر لیں تو احرام کھول دیں، حالانکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دسویں تاریخ تک لبیک کہتے رہتے اور مُحرِم رہتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ تم ایسا کہنے سے گمراہ ہو گئے، کیونکہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتا ہوں اور تم اس کے مقابلہ میں حضرت عمرؓ اور ابوبکرؓ کا فعل بیان کرتے ہو"

ان آثار اور تعاملِ صحابہؓ سے واضح ہو گیا کہ احادیثِ نبویہ کے مقابلہ میں آثارِ صحابہ پیش کرنا سوءِ ادب ہے اور بالکل ناجائز ہے۔ پس احادیثِ اعفار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلہ میں تعامل ابن عمر وغیرہ پیش کرنا بالکل ناجائز ہے اور اگر کوئی کہے کہ ترمذی کی حدیث بھی ساقط ہے تو اس کی بابت عرض کیا گیا کہ وہ مردود ہے اور امام ترمذیؒ نے اسے غریب کہا ہے اور غریب شاذ کو بھی کہتے ہیں اور وہ اقسام طعن فی الحدیث سے ہے۔

مقدمہ مشکوٰہ میں ہے:۔

وَالْغَرِيْبُ قَدْ يَقَعُ بِمَعْنَى الشَّاذِّ اَيْ شُذُوْذًا هُوَ مِنْ اَقْسَامِ الطَّعْنِ فِي الْحَدِيْثِ

اور پھر جو تعامل صحابہ مولانا نے پیش کیا ہے اس کے خلاف بھی بعض صحابہؓ کا تعامل ہے۔ چنانچہ ترغیب ترہیب جلد ۳ صلا میں حدیث ہے کہ عبداللہ بن شداد کہتے ہیں:۔

رَاَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ...... ضَرْبَ اللَّحْمِ طَوِيْلَ اللِّحْيَةِ حَسَنَ الْوَجْهِ رواہ الطبرانی باسناد حسن والبیہقی

کہ میں عثمان بن عفان کو جمعہ کے دن منبر پر دیکھا۔ وہ ہلکے جسم والے، لمبی ڈاڑھی والے اور خوبصورت چہرے والے تھے۔

اس سے خلیفہ ثالث کا بھی ڈاڑھی رکھنا ثابت ہوا۔ اگر وہ مشت برابر رکھتے تو طویل اللحیہ نہ ہوتے۔ فتامّل وتدبّر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طحاوی شرح معانی الآثار میں باسنادہ لائے ہیں کہ اسمٰعیل بن خالد نے کہا:

رَاَیْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَ وَاثِلَةَ بْنَ اَسْقَعِ یُحْفِیَانِ شَوَارِبَهُمَا۔

وَ یُعْفِیَانِ لُحَاهُمَا

کہ میں حضرت انس بن مالک اور واثلہ بن اسقع کو دیکھا کہ وہ

مونچھوں کو جڑ سے اڑا دیتے اور اپنی ڈاڑھیوں کو بڑھاتے تھے۔

پھر اسی کتاب میں حضرت ابن عمرؓ، ابو ہریرہؓ، ابو سعید خدریؓ، ابو سعید ساعدیؓ،

رافع بن خدیجؓ، جابر بن عبداللہؓ، انس بن مالکؓ، سلمہ بن اکوعؓ، حضرت عثمانؓ

اور واثلہؓ رضی اللہ عنہم کے متعلق لکھا ہے:۔

یَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ — کہ یہ اصحابہ کرامؓ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

شمس الضحی فی اعفاء اللحی مصنفہ عبدالحلیم مکی میں ہے:۔

کَانَ عَلِیٌّ عَرِیْضَ اللِّحْیَةِ وَ قَدْ مَلَأَتْ مَا بَیْنَ مَنْکِبَیْهِ

کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ چوڑی ڈاڑھی والے تھے اور ان کی

ڈاڑھی نے کندھوں کے درمیان کا سارا حصہ بھرا ہوا تھا۔

یہ گیارہ ہوئے رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا —— اب ان گیارہ نجوم

کے ساتھ سراج منیرؐ کی امامت و قیادت بھی تصور کر لیں، جیساکہ شفا قاضی

عیاضؒ میں آپ کی ڈاڑھی کی کیفیت مذکور ہے:۔

وَکَثُّ اللِّحْیَةِ یَمْلَأُ صَدْرَهٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آپؐ کی ڈاڑھی گھنی تھی جو سینہ مبارک کو پر کرتی تھی ۔۔۔ کما تقدم

پس کیا ان گیارہ نجوم اور سراجِ منیر کے مقابلہ میں کوئی اور روشن ثبوت ہے جو ان کی روشنی کو مات کر دے ۔ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں ، ہرگز نہیں ۔ اگر ہے تو کوئی مائی کالال پیش کرے ۔

پس جو شخص ان کا خلاف کرے گا وہ سن لے ۔ خصوصاً حنفی حضرات کان کھول کر سن لیں ، کتاب طحاوی میں ہے :۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَطَعَ شَعْرَۃً مِّنْ لِحْیَتِہٖ لَا یُسْتَجَابُ دُعَاءُہٗ وَلَا تَنْزِلُ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَلَا یَنْظُرُ اللّٰہُ اِلَیْہِ نَظْرَ رَحْمَۃٍ وَتُسَمِّیْہِ الْمَلَائِکَۃُ مَلْعُوْنًا وَ ھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِمَنْزِلَۃِ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی

کہ جس شخص نے ڈاڑھی کا ایک بال بھی کاٹا تو اس کی دعا قبول نہ ہوگی اور اس پر رحمتِ الٰہی نازل نہ ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھے گا اور فرشتے اس کا نام ملعون رکھیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہود و نصاریٰ کے قائمقام ہوگا

خلاصہ کلام یہ ہے کہ احادیثِ مرفوعہ کے خلاف صحابہ کا تعامل معتبر نہیں اور جن صحابہ کا تعامل احادیثِ صحیحہ کے مطابق ہے وہ معتبر ہے اور ان کے خلاف جو تعامل ہے وہ حجّت نہیں ہے ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر جواب یہ ہے کہ اس صراحت سے صحابہؓ کے مختلف تعامل ظاہر ہو گئے۔ تو اب اصول یہ ہے کہ ہم ان سب کو چھوڑ کر مرفوع حدیث کی طرف رجوع کریں گے جیسا کہ ہم نے حصہ اول میں اس اصول کو واضح کیا ہے، کہ باہمی تنازع صحابہؓ کا ہو یا ہمارا، قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنا فرض ہوتا ہے۔ نیل الاوطار جلد ۴ ص ۱۹۳ میں ہے:۔

وَالْحَاصِلُ اَنَّ الصَّحَابَةَ مُخْتَلِفُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ وَلَيْسَ قَوْلُ بَعْضِهِمْ بِحُجَّةٍ عَلٰى اَحَدٍ وَالْحُجَّةُ مَا جَاءَنَا عَنِ الشَّارِعِ

یعنی صحابہؓ اس بارہ میں مختلف ہیں تو کسی کا قول کسی پر حجت نہیں ہے۔ حجت وہی ہے جو ہم کو شارع علیہ السلام سے پہنچا ہے (یعنی قرآن کریم اور حدیث نبویؐ)

نووی شرح مسلم جلد ۱ ص ۳۱۸ میں ہے:۔

وَاِذَا اخْتَلَفَ الصَّحَابَةُ لَمْ يَكُنْ قَوْلُ بَعْضِهِمْ بِاَوْلٰى مِنْ بَعْضٍ فَنَرْجِعُ اِلٰى دَلِيْلٍ اٰخَرَ

کہ جب صحابہؓ کا اختلاف ہو جائے تو کسی کا قول کسی سے اولیٰ اور بہتر نہیں ہوتا پس ہم کو دوسری دلیل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

پس ہم تو احادیث اعشار کی طرف رجوع کریں گے جو صحیحین کی براہین قاطعہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور ہمارے مخالفین حدیث عمرو بن شعیب کی طرف دوڑیں گے جو کہ مردود ہے۔ لہٰذا ان سب کی جد و جہد مردود ہوگی۔

دیگر جواب یہ ہے کہ جیسی حدیث ہمارے مخالفین کے پاس ہے ویسی حدیث ہمارے پاس بھی ہے۔ چنانچہ کنوز الحقائق صـ۱۶۱ میں حلیہ ابو نعیم کے حوالہ سے یہ حدیث درج ہے:

لَا یَأْخُذُ الرَّجُلُ مِنْ طُوْلِ لِحْیَتِہٖ وَلٰکِنْ مِّنَ الصُّدْغَیْنِ

یعنی کوئی شخص اپنی ڈاڑھی کے طول سے بال نہ لیا کرے لیکن کنپٹیوں سے لے لے۔

پس یہ حدیث عمرو بن شعیب والی روایت کے متعارض ہے۔ اذا تعارضا تساقطا

آثارِ صحابہؓ کے الزامی جوابات

① اکثر اہلِ حدیث اور مقلدینِ مذاہب اربعہ کا عرب و عجم میں تعامل یہ ہے کہ جمعہ کو دو اذانیں کہتے ہیں۔ ایک جدید عثمانی۔ دوم قدیم نبویؐ۔ اذانِ عثمانی تعاملِ عہدِ نبوی و صدیقی و فاروقی کے خلاف ہے۔ فتح البیان میں ہے:

لَمْ یَکُنْ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِدَاءٌ سِوَاہُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثُمَّ کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ یَاْتُوْنَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ

یعنی اذانِ قدیم نبوی کے سوا کوئی اذان زمانہ نبویؐ و صدیقی

و فاروقی و علوی میں نہ تھی۔

اذانِ جدید، عہدِ عثمانی میں ایجاد ہوئی۔ اسی پر جمہور کا تواتر ارشاد ہے

لیکن حضرت عبد اللہؓ بن عمر فرماتے ہیں:۔

اَلْاَذَانُ الْاَوَّلُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ بِدْعَۃٌ کَذَا فِی الْفَتْحِ رَوَاہُ

ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ

کہ جمعہ کے دن اذانِ اول بدعت ہے۔

لیکن حنفی اور اہلِ حدیث جو قولِ ابن عمر پر ڈاڑھیاں کتار ہے ہیں،

اذانِ عثمانی کو بدعت جان کر نہیں چھوڑتے۔ مگر ہمارے مقابلہ میں قول

ابن عمرؓ پیش کر کے یہ کہتے ہیں کہ وہ متشدد بالسنہ تھے۔ ان کا قول معتبر ہے۔

(۲) ضحیٰ کی نماز اہل حدیث اور حنفیوں کے نزدیک مشروع اور مسنون

ہے لیکن صحیح بخاری پ مع فتح الباری ص۱ میں ہے کہ:۔

"حضرت ابن عمر سے اس نماز کے بارہ میں سوال کیا گیا تو

انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے"

زاد المعاد میں پانچ اقوال لکھ کر قول سادس یہ لکھا ہے:۔

اِنَّہَا بِدْعَۃٌ صَحَّ ذٰلِکَ مِنْ رِوَایَۃِ عُرْوَۃَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ (نمازِ ضحیٰ) بدعت ہے چنانچہ عروہ کی روایت سے
ابن عمر کا یہ مذہب صحیح ہو چکا ہے۔

بنا برحادیثِ مرفوعہ کے مقابلہ میں اہلِ حدیث اور حنفی حضرات قول ابن عمرؓ پر فتوے دے کر نمازِ ضحیٰ کے بدعت ہونے کا فتوے دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر "قطع لحیہ" پر ان کے فعل سے استدلال کر کے کیوں فتوے دیتے ہیں۔ تَمَا تُعُوجَرَ أَبْكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا

(۳) نیل اور نووی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ابن عمر کا یہ فتوے ہے کہ

"قربانی میں مسنہ جانور جائز ہے اور جذعہ کسی صورت میں بھی
جائز نہیں ہے"

مگر اس قول کو نہ اہلِ حدیث مانتے ہیں اور نہ حنفی قبول کرتے ہیں لیکن ڈاڑھی کٹانے پر دونوں فریق ڈٹے ہوئے ہیں اور ثبوت میں ابن عمر کا قول پیش کرتے ہیں۔

(۴) قربانی ایامِ تشریق میں کرنی مشروع ہے اور وہ چار دن ہیں ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ۔ اور یہ حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے۔ نیل الاوطار وغیرہ ملاحظہ ہو۔ لیکن ابن عمر کا قول ہے کہ :-

"قربانی یوم الاضحیٰ اور دو دن اس کے بعد (۱۱-۱۲ تک)
ہو سکتی ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ حضرت عمرؓ، علی، انس رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب ہے۔

مگر ہمارے اہل حدیث "قاطعینِ لحیہ مازاد علی الکف" ان صحابہؓ کے اقوال نہیں مانتے اور تیرہ ۱۳ تاریخ کو بھی قربانی کرنا جائز قرار دیتے ہیں فتامل فیہ

⑤ اسی طرح ایک مجلس کی تین طلاق کو اہل حدیث ایک ہی رجعی طلاق قرار دیتے ہیں اور عورت مطلقہ بتطلیقات ثلاثہ سے رجوع کرنا جائز کہتے ہیں اور ثبوت کے لیے مسلم کی ایک حدیث حکمی مرفوع پیش کرتے ہیں لیکن جمہور صحابہؓ تابعین اور ائمہ اربعہ کا یہ مذہب بتلایا جاتا ہے کہ "وہ اس کو طلاق بائنہ مغلظہ کہتے ہیں اور عورت کو حرام قرار دیتے ہیں"

لیکن اہلِ حدیث مسلم شریف کی حدیث کے مقابلہ میں ان تمام اقوال کو ٹھکرا دیتے ہیں اور جب ڈاڑھی کی باری آتی ہے اور نفس کو لمبی ڈاڑھی اچھی نہیں لگتی تو احادیثِ مرفوعہ پر ہاتھ پھیر کر اقوالِ صحابہؓ کا سہارا لیتے ہیں اور ڈاڑھیاں تراش کر حنفیوں میں جا ملتے ہیں۔ کیا یہ انصاف ہے؟

انصاف کا اقتضاء یہ تھا کہ ڈاڑھی کے بارہ میں بھی قول ابن عمرؓ وغیرہ کا وہی جواب دیتے جو امام شوکانیؒ نے نیل میں دیا ہے:-

وَقَدِ اسْتَدَلَّ بِذٰلِكَ بَعْضُ اَهْلِ الْعِلْمِ وَالرِّوَايَاتُ الْمَرْفُوْعَةُ تَرُدُّهُ

کہ قول ابن عمرؓ سے بعض اہل علم قطع لحیہ پر استدلال کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں لیکن مرفوع حدیثیں اس کو رد کرتی ہیں۔
اور حدیث ترمذی کا ضعف بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔
فَعَلَى هٰذَا لَا تَقُوْمُ بِالْحَدِيْثِ حُجَّةٌ
کہ حدیث کے ضعف کی وجہ سے اس سے حجت قائم نہیں ہو سکتی۔
یہ جواب منصفانہ اور محدثانہ ہے لیکن مولانا مدنی اس کو تحکم قرار دیتے ہیں ؎
یہ کیا اندھیر ہے اے دشمن مہرو وفا تجھ سے
ہوس نے کام جاں پایا محبت شرمسار آئی

آثارِ صحابہؓ کا تحقیقی جواب

صحابہ کرامؓ پر ہمارا حسن ظن ہے کہ انہوں نے حج اور عمرہ کے بغیر عام طور پر ہمیشہ کَعَادَةِ أَهْلِ زَمَانِنَا ڈاڑھیاں نہیں کتائیں کیونکہ یہ ڈاڑھی کے بالوں کا مثلہ ہے چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے:۔
لَا يَأْخُذُ مِنَ اللِّحْيَةِ شَيْئًا لِأَنَّهُ مُثْلَتُهُ
کہ ڈاڑھی کا کوئی بال نہ لے کیونکہ یہ مثلہ ہے۔
اور بالوں کا مثلہ ممنوع ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللّٰہِ خَلَاقٌ (رواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر بسند حسن)

کہ جو شخص بالوں کے ساتھ مثلہ کرے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی حصہ نہیں ہے۔

چونکہ "اعفاء اللحیہ" فطرت سے ہے اس لیے صحابہ فطرت کے خلاف نہیں کرتے تھے اور اسوہ حسنہ نبویہ سے ڈاڑھی قولاً و فعلاً طول و عرض میں بڑھانی ثابت ہے اس لیے صحابہؓ اس کا خلاف کیوں کرتے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ صحابہ نے یہ عمل حج اور عمرہ کے موقعہ پر کیا ہے، ہمیشہ نہیں۔ چنانچہ ان کے اقوال سے صاف طور پر بھی ثابت ہوتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب لکھوی صحیح بخاری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:-

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلَىٰ لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ ــــــــ کہ حضرت ابن عمر حج اور عمرہ سے فارغ ہو کر ایک مشت (قبضہ) سے زائد بالوں کو کاٹ لیتے تھے۔

اس عبارت میں إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ کے الفاظ صاف طور پر وارد ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ کا یہ فعل دائمی نہیں ہے بلکہ مخصوص بالحج والعمرہ ہے۔ پس اس مقید اور مخصوص فعل سے عام دعوےٰ کرنا کہ ہمیشہ ہر وقت مشت سے زائد ڈاڑھی کٹانا جائز یا مستحب ہے، بالکل باطل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر حضرت جابرؓ سے یہ نقل کیا ہے :۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نُعْفِي السِّبَالَ إِلَّا فِي حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ

یعنی حج یا عمرہ میں ہم (جماعت صحابہ کرامؓ) بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹ لیتے تھے ۔

یہاں مولانا نے ترجمہ میں اجمال سے کام لیا ہے ۔ صاف ترجمہ نہیں کیا پورا ترجمہ یوں ہے کہ ”ہم ڈاڑھیوں کے بال بڑھاتے تھے مگر حج یا عمرہ میں بڑھے ہوئے بالوں کو کاٹ لیتے تھے“

اس اثر میں بھی حج اور عمرہ کے الفاظ موجود ہیں کہ ہمیشہ وہ ڈاڑھیوں کو بڑھاتے تھے مگر جب حج اور عمرہ کا موقعہ ہوتا تو مشت سے زائد بالوں کو کاٹ لیتے تھے ۔ یہ تعامل بھی حج اور عمرہ کے ساتھ مخصوص ہے، عام نہیں بلکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حج اور عمرہ کے بغیر بالوں کو بڑھاتے تھے اب یہ اثر ہماری دلیل ہے کہ ڈاڑھیوں کو بڑھانا چاہیئے ۔

رہی یہ بات کہ حج اور عمرہ میں صحابہ کیوں کاٹتے تھے تو اس کی یہ وجہ ہے کہ یا تو یہ فعل، احرام کھولنے کے لیے کرتے تھے یا بال منڈانا اور کٹانا نسک میں داخل ہے ۔ نیل الاوطار جلد ۵ ص۷۹ میں ہے :۔

وَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي الْحَلْقِ هَلْ هُوَ نُسُكٌ أَوْ تَحْلِيلٌ مَحْظُورٌ فَذَهَبَ إِلَى الْأَوَّلِ الْجُمْهُورُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ بال کٹانے نسک میں شمار ہیں یا یہ احرام کھولنے کے لیے ہے۔ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ نسک میں داخل ہے۔

اسی لیے عون المعبود میں یہ لکھا ہے:۔

وَفِي الْحَدِيْثِ اَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يَقُصُّوْنَ مِنَ اللِّحْيَةِ فِي النُّسُكِ

کہ حدیث (جابرؓ) میں یہ ذکر ہے کہ صحابہ کرامؓ نسک میں ڈاڑھی کے بڑھے ہوئے بال کاٹ لیتے تھے۔

اس واسطے کچھ لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ ڈاڑھی کے بال کاٹنے ناجائز ہیں۔ صرف حج اور عمرہ کے موقع پر کاٹنے جائز ہیں۔ چنانچہ شرح صحیح مسلم میں ہے:۔

وَمِنْهُمْ مَنْ كَرِهَ الْاَخْذَ مِنْهَا اِلَّا فِيْ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ

اب اگر کسی صحابی سے بغیر قید حج یا عمرہ کے کوئی اثر مروی ہے، جیسے مولانا نے بعض صحابہ کا ذکر کیا ہے تو یہ مطلق بھی مقید بالحج والعمرۃ ہوگا کیونکہ حضرت جابرؓ نے اس فعل کو صحابہ کی طرف سے حج اور عمرہ میں محصور کر دیا ہے اور مطلق کا مقید پر محمول کرنا واجب ہے۔

نیل الاوطار جلد ۲ صفحہ ۱۹۳ میں ہے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَمْلُ الْمُطْلَقِ عَلَى الْمُقَيَّدِ وَاجِبٌ عَلٰى مَا هُوَ الْحَقُّ

تحفۃ الاحوذی ربع ۴ ص۱۱ میں علامہ کرمانی سے منقول ہے کہ:۔

ابن عمرؓ نے حج میں حلق اور تقصیر کو جمع کرنے کے لیے ایسا کیا کہ پہلے سر منڈایا پھر داڑھی میں تقصیر کی تاکہ قرآن کے دونوں کلموں "محلقین"، "مقصرین" پر عمل ہو جائے اور وفروا اللحی کے حکم کو غیر حالتِ نسک پر محمول کیا، کیونکہ حلق اور تقصیر داخل فی النسک ہیں۔"

علامہ کرمانی کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مؤطا میں باب یوں منعقد ہے۔

بَابُ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ بَعْدَ حَلْقِ رَأْسِهِ

یعنی یہ باب اس بارہ میں ہے کہ سر منڈا کر پھر داڑھی کے بال کاٹے۔

پھر عبداللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے:۔

كَانَ إِذَا حَلَقَ فِي حَجٍّ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَارِبِهِ

کہ ابن عمر جب سر منڈاتے حج میں تو داڑھی اور مونچھ کے بال بھی لے لیتے۔

یہ تقصیر لحیہ ایسا ہے جیسے عورتوں پر بموقعہ حج تقصیر ہے چنانچہ حدیث میں ہے:۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ عَلَى النِّسَاءِ الْحَلْقُ إِنَّمَا عَلَى النِّسَاءِ التَّقْصِيْرُ

کہ عورتوں نے احرام کھولنا ہو تو ان پہ سر منڈانا نہیں ہے،

ان پر صرف تقصیر (کچھ بالوں کا کٹانا) ہے

جیسے عورتیں صرف حج اور عمرہ کے موقعہ پر بال کٹا سکتی ہیں اور پھر ان کے لیے یہ (تقصیر) ناجائز ہے۔ اسی طرح مردوں کو صرف حج اور عمرہ کے موقعہ پر (جبکہ انہوں نے سر منڈا لیا ہو) ڈاڑھی کے بال کٹانے جائز ہیں۔ اس کے بعد جائز نہیں۔ فتذکر فیہ

غایۃ التوضیح شرح بخاری میں ہے،

فَإِنْ قُلْتَ إِذَا كَانَ الْإِعْفَاءُ مَأْمُورًا بِهِ فَلِمَا أَخَذَ ابْنُ عُمَرَ وَهُوَ رَاوِي الْحَدِيثِ قُلْتُ لَعَلَّهُ خَصَّصَ بِالْحَجِّ وَالنَّهْيُ هُوَ تَمَسُّهَا كَفِعْلِ الْأَعْجَمِ

کہ اگر تو یہ اعتراض کرے کہ جب ڈاڑھی بڑھانے کا حکم حدیث میں ہے تو حدیث کے راوی ابن عمرؓ نے ڈاڑھی کے بال کیوں کاٹے؟ تو جواب یہ ہے کہ شاید انہوں نے اس فعل کو حج کے ساتھ مخصوص کیا ہو اور نہی اس کٹانے سے ہے جو عجمیوں کی طرح ہمیشہ ہو۔

دیگر نظیر نسک کی وجہ سے بال کٹانے کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم ہمیشہ سر پہ بال رکھا کرتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں:۔

کَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی نِصْفِ اُذُنَیْہِ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نصف کانوں تک تھے۔

اسی طرح دیگر حدیثوں میں بالوں کا اندازہ کمی بیشی کے ساتھ وارد ہے اور یہ بھی وارد ہے کہ آپ بالوں میں مانگ نکالا کرتے تھے اور بالوں کو تیل لگایا کرتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ:۔

سر پر بال رکھنے سُنّت ہیں

اور بعض حدیثوں سے ثابت ہے کہ خارجیوں کی نشانی سر منڈانا ہے اس پر فتح الباری میں لکھا ہے کہ:۔

"اس میں یہ اعتراض ہے کہ علامت کے وجود سے ذی علامت کا وجود لازم آتا ہے پس چاہیے کہ جو محلوق الرأس ہو وہ خوارج میں شمار ہو حالانکہ یہ بات بالاجماع اس طرح نہیں ہے۔"

اس کا جواب علامہ کرمانی نے یہ دیا ہے:۔

اِنَّ السَّلَفَ کَانُوْا لَا یَحْلِقُوْنَ رُءُوْسَھُمْ اِلَّا لِلنُّسُکِ اَوْ فِی الْحَاجَۃِ وَالْخَوَارِجُ اِتَّخَذُوْہُ فَصَارَ شِعَارٌ

www.KitaboSunnat.com

لَهُمْ وَ عَفَوْا رَبَهُ ـــــــــــــــــــ

یعنی سلف صالحین حج اور عمرہ کے سوا اپنے سر نہیں منڈایا کرتے تھے یا کسی وجہ سے ا جیسے حضرت علی بخوف جنابت کٹا لیتے) اور خارجیوں نے تو اس کو عادت بنا لیا تو یہ ان کا شعار ہو گیا جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ سلف صالحین بھی سر پہ بال رکھتے تھے اور سر حج اور عمرہ میں کٹاتے تھے۔ نیز ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِیْ حَجَّۃٍ

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقعہ پر سر منڈاتے تھے۔

پس بغیر حج اور عمرہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ کا سر منڈانا ثابت نہیں ہے اور جو ثابت ہے وہ نابالغ بچوں کے لیے ہے جو بالوں کا اکرام نہیں کر سکتے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔

مَنْ کَانَ لَہٗ شَعْرٌ فَلْیُکْرِمْہُ

جس کے بال ہوں اسے چاہیئے کہ ان کی عزت کرے۔

نیل الاوطار میں ہے۔

فِیْہِ دَلَالَۃٌ عَلٰی اِسْتِحْبَابِ اِکْرَامِ الشَّعْرِ بِالدُّھْنِ وَالتَّسْرِیْحِ

02994

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاِعْفَائِهٖ عَنِ الْحَلْقِ لِاَنَّهٗ يُخَالِفُ الْاِكْرَامَ اِلَّا اَنْ يَّطُوْلَ لَهٗ

کہ اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بالوں کو تیل لگا کر اور کنگھی کر کے ان کی عزت کرنی چاہیے اور ان کو بڑھانا چاہیے کیونکہ منڈانا اکرام کے خلاف ہے مگر یہ کہ حدِ اعتدال سے بڑھ جائیں تو کاٹ دینے چاہییں۔

آپؐ نے ایک شخص کو بکھرے ہوئے بالوں کی حالت میں دیکھا تو فرمایا:

ثَائِرَ الرَّأْسِ كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ، كَاَنَّهٗ يَاْمُرُهٗ بِاِصْلَاحِ شَعْرِهٖ وَلِحْيَتِهٖ

پراگندہ بالوں والا گویا کہ شیطان ہے۔ یعنی آپؐ نے اس کو حکم دیا کہ اپنے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی درستگی کرے۔

بنابریں نابالغوں کو اختیار ہے کہ وہ تمام سر کے بال رکھیں یا منڈائیں لیکن بالغوں کے لیے شعارِ اسلام یہ ہے کہ سر پر بال ہوں اور وہ بغیر حج اور عمرہ کے نہ منڈائیں کیونکہ منڈانا خارجیوں کا نشان ہے لہذا منڈانے کی ممانعت ہے۔ چنانچہ نیل الاوطار جلد ا ص۱۲۵ میں ہے:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا تُوْضَعُ النَّوَاصِيْ اِلَّا فِيْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ رواہ الدارقطنی فی الافراد

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سر کے بال حج اور عمرہ کے بغیر نہ منڈائے جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ یَقُوْلُ عُمَرُ لِصَبِیْغٍ لَوْ وَجَدْتُکَ مَحْلُوْقًا لَضَرَبْتُ الَّذِیْ فِیْہِ عَیْنَاکَ بِالسَّیْفِ

اور حضرت عمرؓ نے ضبیغ کو کہا کہ اگر میں نے تجھے سر منڈا پالیا تو تیری آنکھوں کے درمیان تلوار ماروں گا۔

وَ نَعْدِیْثُ الْخَوَارِجِ اَنَّ سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ

اور سر منڈانے کے ناجائز ہونے پر یہ دلیل ہے کہ یہ خارجیوں کا نشان ہے کہ ان کے سر مونڈے ہوئے ہوں گے۔

قَالَ اَحْمَدُ اِنَّمَا کَرِھُوْا الْحَلْقَ بِالْمُوْسٰی اَمَّا بِالْمِقَصِّ فَلَیْسَ بِہٖ بَأْسٌ لِاَنَّ اَدِلَّۃَ الْکَرَاھَۃِ تَخْتَصُّ بِالْحَلْقِ

کہ امام احمد نے فرمایا کہ علماء استرے سے منڈانے کو ناجائز کہتے ہیں اور قینچی سے کٹانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ کراہت کی دلیلیں منڈانے سے مخصوص ہیں۔

بہرکیف سر پر بال رکھنے مسنون ہیں اور منڈانے مکروہ ہیں۔ لیکن حج اور عمرہ کے موقعہ پر ان کے منڈانے کا جواز مسلّم ہے بلکہ ضروری ہے اسی طرح ڈاڑھی کو بھی تصور کرلیں کہ حج اور عمرہ کے موقعہ پر بوجہ نسک اور تحلیلِ احرام کے اس کی کانٹ چھانٹ جائز ہے۔ ورنہ نہیں ——

اِذَا جَاءَ الْقَیْدُ زَالَ الْمُقَیَّدُ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب کچھ حاجات اور ضروریات کی بنا پر ہے جیسے عموماً ممنوعات اور مکروہات سے بعض بعض صورتیں شاذ و نادر مستثنیٰ ہوتی ہیں۔ ایسے ہی حج اور عمرہ کو مستثنیٰ سمجھ لیں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ یہ جوابات علی سبیل التسلیم ہیں ورنہ ہم تو احادیثِ مرفوعہ کے ہوتے ہوئے کسی قول و فعلِ صحابیؓ کے قائل ہی نہیں ہیں۔

عبدالقادر حصاری غفرلہ الباری
بمقام پنج کوسی براستہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر
محرّم الحرام ۱۳۹۳ھ
فروری ۱۹۷۳ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعارف دارالحدیث راجووال

جماعت اہلِ حدیث کا یہ عظیم الشان ادارہ مشہور اڈہ لاریاں منڈی راجووال
میں برلبِ پختہ سڑک قصور، دیپالپور روڈ پر واقع ہے۔ اس دارالحدیث
سے لاہور، قصور، اوکاڑہ، ملتان، بورے والا، بہاولنگر، گنگن پور،
اور چونیاں کو بسیں چلتی ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں مقامی و بیرونی احباب کے مشورہ
سے راقم الحروف نے اس درسگاہ کی بنیاد رکھی اور ادارہ کو باقاعدہ ایکٹ
نمبر ۱۸۶۰ء کے مطابق رجسٹرڈ کرایا اور بفضلہٖ تعالیٰ اس دارالعلوم سے
بیسیوں فارغ ہونے والے طلباء مختلف شہروں، قصبات اور دیہاتوں میں
تعلیمی و تدریسی خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور دارالعلوم اپنی مستقل
ذاتی عمارت میں واقع ہے جو کہ ساٹھ مرلے سے زائد اراضی پر مشتمل ہے
اور دارالاقامہ کے ۹ کمرے پختہ تعمیر ہو چکے ہیں۔

★ ادارہ ہذا کی عظیم الشان مسجد بھی زیرِ تعمیر ہے۔

داخلہ:

★ دارالعلوم کا داخلہ اوائل شوال المکرم سے شروع ہوتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

★ نیز طلباء اور اساتذہ کی ہر سال ایک معقول تعداد شب و روز تبلیغی تدریسی خدمات میں مصروف رہتی ہے۔

ع صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

○

جملہ خط و کتابت کا پتہ:۔

ابوالسلیم محمد یوسف خادم دارالحدیث رجسٹرڈ منڈی راجووال

ضلع ساہیوال

619

۹۹-جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر 02994

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دارالحدیث راجووال

محلِ وقوع

جماعت اہل حدیث کا یہ عظیم الشان ادارہ مشہور اڈہ لاریاں منڈی راجووال میں بر پختہ سڑک قصور، دیپال پور واقع ہے۔ اس دارالحدیث سے لاہور، قصور، ملتان، بورا بہاول نگر، کنگن پور، چونیاں، اور اوکاڑہ کو بسیں چلتی ہیں۔

داخلہ

ہر سال اوائل شوال الکرم سے شروع ہوتا ہے۔ فاضل عربی، ادیب عربی کی خصوصی تیاری کرائی جاتی ہے۔ نیز دارالعلوم میں حفظ و تجوید کا باقاعدہ انتظام ہے۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے مخلص بندوں میں شامل فرمائے اور ادارہ ہذا کو ہم سب کی طرف سے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین ثم آمین۔

پتہ:۔

ابوالسلیم غفرلہ الکریم؛ محمد یوسف خادم دارالحدیث رجسٹرڈ راجووال

ضلع ساہیوال پاکستان